ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

7

16 تا 22 جمادی الاوّل 1438ھ/ 14 تا 20 فروری 2017ء

خطرناک طرزِ معاشرت

حضرت شاہ ولی اللہؒ کی رائے یہ ہے کہ سونے اور چاندی کے انباروں سے زیادہ خطرناک وہ طرزِ معاشرت ہے جو امیر وغریب میں امتیاز قائم کر کے غریب کے دل میں سرمایہ داری کی ہوس اور شاہ پرستی کا شوق پیدا کرتی ہے۔ سونے چاندی کے برتن، زرق برق ریشمی لباس، فیشن اور تکلّفات، دولت مندوں کے دماغوں میں کبروغرور اور تصوّرِ برتری پیدا کرتے ہیں۔ اِس سے ناداروں کے دلوں میں حرص وطمع کی وہ خواہش پیدا ہوتی ہے جوان کو زیادہ رشوت ستانی، چوری، خیانت، استحصال بالجبر اور عصمت فروشی وغیرہ پر آمادہ کر دیتی ہے۔ غرض سماجی زندگی کے بیش قیمت تکلّفات، سرمایہ داری اور شاہ پرستی کے وہ زہریلے جراثیم ہیں کہ جب تک نظام ان کی اجازت دیتا رہے گا، سرمایہ داری کی جڑیں مضبوط ہوتی رہیں گی، دوسری طرف نادار اور حریص لوگوں میں جرائم کی عادت بڑھتی رہے گی۔ شاہ صاحبؒ ایک طبقے کی ایسی خوشحالی کو جو ان تکلفات سے مُرصّع (مزیّن) ہو جس سے اقتصادی توازن بگڑے ''رفاہیت بالغہ'' سے تعبیر کرتے ہیں اور سوسائٹی کے لیے اس کو بدترین جرم اور اس کے خلاف جنگ کو مقدس جہاد قرار دیتے ہیں۔ شاہ صاحبؒ کی تصانیف ''رفاہیتِ بالغہ'' کی مذمت سے بھری ہوئی ہیں۔

مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ

اس شمارے میں

نیا امریکی صدر ایک پاگل انسان؟

پیدائشی مسلمان ہونا بہت بڑی خوش قسمتی ہے لیکن......!

ڈھلیں گے یہ اندھیرے کیسے!

مطالعۂ کلامِ اقبال

امریکی صدر اپنے مذموم عزائم کی تکمیل میں!

قساوتِ قلبی

قائد کون؟

احساس ذمہ داری اور غیر فعالیت

Man with a Vision....

الھدیٰ (742)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

ذوالقرنین کا مشرقی سفر اور یاجوج ماجوج

سورۃ الکہف | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 91 تا 94

كَذٰلِكَ ؕ وَ قَدۡ اَحَطۡنَا بِمَا لَدَیۡهِ خُبۡرًا ﴿۹۱﴾ ثُمَّ اَتۡبَعَ سَبَبًا ﴿۹۲﴾ حَتّٰۤی اِذَا بَلَغَ بَیۡنَ
السَّدَّیۡنِ وَجَدَ مِنۡ دُوۡنِهِمَا قَوۡمًا ۙ لَّا یَكَادُوۡنَ یَفۡقَهُوۡنَ قَوۡلًا ﴿۹۳﴾ قَالُوۡا یٰذَا
الۡقَرۡنَیۡنِ اِنَّ یَاۡجُوۡجَ وَ مَاۡجُوۡجَ مُفۡسِدُوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ فَهَلۡ نَجۡعَلُ لَكَ
خَرۡجًا عَلٰۤی اَنۡ تَجۡعَلَ بَیۡنَنَا وَ بَیۡنَهُمۡ سَدًّا ﴿۹۴﴾

آیت ۹۱ ﴿كَذٰلِكَ ؕ﴾ ''(پھر) ایسا ہی ہوا۔''

اللہ تعالیٰ نے اس مہم میں بھی انہیں مکمل فتح عطا فرمائی اور علاقے میں آباد قبائل کے معاملات میں نرمی یا سختی کرنے کا پورا اختیار دیا۔ ذوالقرنین نے ظالم اور شریر لوگوں کے ساتھ سختی جبکہ نیک اور شریف لوگوں کے ساتھ نرمی کا رویہ اختیار کیا۔

﴿وَ قَدۡ اَحَطۡنَا بِمَا لَدَیۡهِ خُبۡرًا ﴿۹۱﴾﴾ ''اور ہم پوری طرح باخبر تھے اُس کے احوال سے۔''

جو کچھ ذوالقرنین کے پاس تھا اور جن حالات سے اس کو سابقہ پیش آیا ہم اس سے پوری طرح باخبر تھے۔

آیت ۹۲ ﴿ثُمَّ اَتۡبَعَ سَبَبًا ﴿۹۲﴾﴾ ''پھر اُس نے ایک (اور مہم کا) سروسامان کیا۔''

آیت ۹۳ ﴿حَتّٰۤی اِذَا بَلَغَ بَیۡنَ السَّدَّیۡنِ﴾ ''یہاں تک کہ جب وہ دو دیواروں کے درمیان پہنچا''

''سد'' دیوار کو کہتے ہیں۔ دو دیواروں سے مراد یہاں دو پہاڑی سلسلے ہیں۔ داہنی طرف مشرق میں بحیرۂ کیسپین تھا اور دوسری طرف بحیرۂ اسود۔ ان دونوں سمندروں کے ساحلوں کے ساتھ ساتھ دو پہاڑی سلسلے متوازی چلتے ہیں۔ ان پہاڑی سلسلوں کی درمیانی گزرگاہ سے یاجوج ماجوج اس علاقے پر حملہ آور ہوتے تھے۔

﴿وَجَدَ مِنۡ دُوۡنِهِمَا قَوۡمًا ۙ لَّا یَكَادُوۡنَ یَفۡقَهُوۡنَ قَوۡلًا ﴿۹۳﴾﴾ ''اُس نے پایا اُن دونوں سے ورے ایک قوم (کے افراد) کو جو کوئی بات سمجھ نہیں سکتے تھے۔''

اس قوم کے افراد ذوالقرنین اور ان کے ساتھیوں کی زبان سے ناآشنا تھے اور لشکر کے لوگ مفتوحہ قوم کی زبان نہیں سمجھتے تھے۔ مگر پھر بھی انہوں نے ذوالقرنین کے سامنے اپنا مدعا بیان کر ہی دیا:

آیت ۹۴ ﴿قَالُوۡا یٰذَا الۡقَرۡنَیۡنِ اِنَّ یَاۡجُوۡجَ وَ مَاۡجُوۡجَ مُفۡسِدُوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ﴾ ''انہوں نے کہا: اے ذوالقرنین! یاجوج اور ماجوج زمین میں بہت فساد مچانے والے لوگ ہیں''

﴿فَهَلۡ نَجۡعَلُ لَكَ خَرۡجًا عَلٰۤی اَنۡ تَجۡعَلَ بَیۡنَنَا وَ بَیۡنَهُمۡ سَدًّا ﴿۹۴﴾﴾ ''تو کیا ہم آپ کو کچھ خراج ادا کریں کہ اس کے عوض آپ ہمارے اور ان کے درمیان ایک دیوار بنا دیں؟''

یعنی آپ ان پہاڑوں کے درمیان واقع اس واحد قدرتی گزرگاہ کو بند کر دیں تاکہ یاجوج وماجوج ہم پر حملہ آور نہ ہو سکیں۔

فرمان نبویؐ

یاجوج ماجوج کا فتنہ

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں ایسی حالت میں تشریف لائے کہ جیسے بہت گھبرائے ہوئے ہیں۔ پھر فرمانے لگے: ''اللہ کے سوا کوئی معبود عبادت کے لائق نہیں۔ افسوس صد افسوس عرب کے اس شروفتنہ پر جو اپنی ہلاکت آفرینی کے ساتھ قریب آ پہنچا ہے۔ آج یاجوج ماجوج کی دیوار میں اس قدر سوراخ ہو گیا ہے۔'' یہ کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھے اور برابر والی انگلی کے ذریعہ حلقہ بنایا، حضرت زینب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم اس صورت میں بھی ہلاک کر دیئے جائیں گے جب کہ ہمارے درمیان صالح و پاکباز لوگ موجود ہوں گے؟ کیا ہمارے درمیان اللہ کے نیک بندوں کے وجود کی برکت ان فتنوں کے پھیلنے اور آفات وبلاؤں کے نازل ہونے میں رکاوٹ نہیں بنے گی؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں تمہارے درمیان علماء اور بزرگان دین کی موجودگی کے باوجود تمہیں ہلاکت وتباہی میں مبتلا کیا جائے گا جب کہ فسق وفجور کی کثرت ہوگی'' (یعنی جب معاشرہ میں برائیاں بہت پھیل جائیں گی تو ان فتنوں کو بزرگوں کی موجودگی بھی نہیں روک سکے گی۔) (بخاری ومسلم)

ادا ریہ
مرزا ایوب بیگ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نیا امریکی صدر ایک پاگل انسان؟

ایک دنیا امریکہ کے نومنتخب صدر ڈونلڈ ٹرمپ کو پاگل قرار دے رہی ہے اور پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ وہ امریکہ بلکہ ساری دنیا کی تباہی کا باعث بنے گا۔ ہماری رائے اور تجزیہ کے مطابق وہ ہرگز پاگل نہیں ہے، وہ انتہائی تیز طراز اور چالاک بلکہ عیار انسان ہے۔ البتہ اُس کی ضرورت سے زیادہ چالاکی یعنی Over Cleverness نتائج کیا دیتی ہے، یہ بالکل دوسری بات ہے۔ اُس کی یہ سوچ کہ سب سے پہلے امریکہ بلکہ ہر دم امریکہ ہی امریکہ عین ممکن ہے دنیا پر امریکہ کے تسلط کو اور مستحکم کر دے اور اکیسویں صدی میں بھی امریکہ کی دنیا پر بالادستی قائم رہے اور وہ نتیجہ بھی نکل سکتا ہے جو دنیا اُس کے پاگل پن کی وجہ سے نکال رہی ہے یعنی امریکہ بھی ڈوبے اور باقی دنیا کو بھی لے ڈوبے۔ ہماری رائے میں زیادہ امکان اس بات کا ہے کہ دنیا کے حالات جس نہج پر پہنچ چکے ہیں اور جس نوع کی تبدیلیاں دنیا میں رونما ہو رہی ہیں اور امریکہ نے چودھراہٹ کے شوق میں دنیا کے مختلف گوشوں میں جس طرح خود کو دلدل میں پھنسا لیا ہے ٹرمپ کی عیاریاں امریکہ کو اِس دلدل سے نکالنے کی بجائے مزید پھنسا دیں گی۔

جہاں تک ٹرمپ کے اسلام اور اسلامی ممالک کے بارے میں رویے کا تعلق ہے وہ واضح ہے، مبہم نہیں ہے۔ وہ انھیں اعلانیہ دشمن قرار دیتا ہے۔ سینئر بش سے لے کر اوباما تک تمام امریکی صدور کی پالیسی یہ رہی کہ مسلمانوں کو شیعہ اور سنی میں تقسیم کرو، انھیں باہم لڑاؤ، ظاہراً سنّی ریاستوں کی حمایت اور شیعہ کی مخالفت کرو لیکن مختلف عذر تراش کر کے سنّی ریاستوں کے خلاف عسکری قوت استعمال کرو کیونکہ وہ تعداد میں زیادہ ہیں اور وہاں ایسے عناصر معتد بہ تعداد میں پائے جاتے ہیں جو سیاسی اسلام کے قائل ہیں، اِس لیے بھی کہ یہ عناصر سرمایہ دارانہ نظام کے لیے بہت خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں۔ شیعہ ریاستوں میں قابل ذکر صرف ایران ہے۔ اس کے ساتھ الفاظ اور بیانات کی جنگ جاری رکھ کر اِسے Engage رکھا جائے اور ظاہری اختلاف کے باوجود اِس سے اندرونِ خانہ مفاہمت کا معاملہ کیا جائے اور اُسے سنّی خصوصاً عرب ریاستوں کے لیے خطرہ بنا کر پیش کیا جائے۔ اس نقطۂ نظر کے حق میں ہمارے پاس دلیل یہ ہے کہ جس دور کا ذکر ہم کر رہے ہیں، اس میں امریکہ نے جن ریاستوں کو گرم جنگ کا میدان بنایا، وہ سب سنّی ریاستیں تھیں۔ مثلاً افغانستان، عراق، صومالیہ، سوڈان اور لیبیا وغیرہ علاوہ ازیں مصر اور بعض دوسرے ممالک میں فوجی بغاوتوں کے ذریعے وہاں اپنی دستِ نگر حکومتیں قائم کیں جب کہ ایران کے خلاف سخت ترین بیانات اور تنبیہات کے باوجود عسکری سطح پر کوئی قدم نہ اُٹھایا، صرف تجارتی پابندیاں عائد کیں۔

حقیقت یہ ہے کہ سینئر بش سے لے کر اوباما تک تمام امریکی صدور کا ایران سے جھگڑا صرف ایٹمی قوت بننے کے حوالہ سے تھا۔ ایران ایٹمی صلاحیت حاصل کرنے کی کوشش میں تھا اور امریکہ اسے اسرائیل کے تحفظ کے لیے انتہائی خطرناک سمجھتا تھا۔ لہٰذا جونہی ایرانی صدر حسن روحانی کے دور میں ایران نے لچک دکھائی اور اپنا ایٹمی بستر گول کرنے کے لیے امریکہ سے معاہدہ کر لیا تو امریکہ اور ایران کے تعلقات ظاہری طور پر بھی کچھ نہ کچھ بہتر ہو گئے۔ جبکہ اندرونی طور پر پہلے بھی کوئی ایسے بُرے نہ تھے۔ بہرحال تجارتی پابندیاں نرم کر دی گئیں۔ البتہ ٹرمپ کی سوچ مختلف ہے۔ وہ اس چکر میں نہیں پڑنا چاہتا کہ پہلے شیعہ سنی کو لڑایا جائے

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
16 تا 22 جمادی الاوّل 1438ھ جلد 26
14 تا 20 فروری 2017ء شمارہ 07
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فریداللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو، لاہور-54000
فون: 36316638-36366638-
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور-54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا---------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

پھر انھیں ایک ایک کر کے تباہ و برباد کیا جائے۔ اُسے یہ پروسیجر طویل دکھائی دیتا ہے۔ پھر یہ کہ وہ اپنی اسلام دشمنی چھپانے کا قائل نہیں۔ وہ شیعہ سنی دونوں کو مسلمان گردانتے ہوئے دونوں سے بیک وقت نمٹنا چاہتا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ ٹرمپ کا تجزیہ یہ ہو کہ دونوں مسالک کو لڑا کر کمزور کرنے کا مقصد حاصل کیا جا چکا ہے۔ کوئی سنّی ریاست اِس پوزیشن میں نہیں رہی کہ وہ کسی بھی صورت میں اسرائیل کے لیے خطرہ بن سکے۔ لہٰذا اب شیعہ قوت پر ضرب لگانے کے لیے ایران کو ٹارگٹ کیا جائے۔ اگرچہ یہ بات واضح رہنی چاہیے کہ ماضی قریب میں عراق میں شیعہ حکومت قائم کر کے لبنان میں حزب اللہ پر زبانی حملے اور عملی مدد کر کے اور حال ہی شام میں بشارالاسد کے حوالہ سے اپنے موقف میں تبدیلی کر کے امریکہ ایران کو زبردست سپورٹ فراہم کر چکا ہے لیکن یہ سب کچھ ٹرمپ کے صدر بننے سے پہلے سابقہ امریکی صدور کی پالیسی کی وجہ سے ہوا۔

بہرحال اب امریکہ اور ایران کا ہنی مون پریڈ تمام ہو چکا ہے اور ٹرمپ اس پالیسی کو مکمل طور پر تبدیل کر کے ایران کو اپنے حقیقی دشمنوں کی صف میں کھڑا کرنا چاہتا ہے اور یہ اسرائیل کی خواہش کے عین مطابق ہے۔ اس لیے کہ اسرائیل کو امریکہ کی یہ پالیسی کبھی پسند نہ تھی کہ وجہ چاہے کچھ بھی ہو ایک مسلمان ملک جو اُس سے جغرافیائی لحاظ سے اسرائیل کے قریب بھی ہو اُسے ایک طاقت بننے کی کھلی چھوٹ دی جائے۔

قارئین کو یاد ہوگا کہ جب سوویت یونین شکست و ریخت سے دوچار ہوا تھا اور سارا مشرقی یورپ اشتراکیت سے تائب ہو گیا تو نیٹو کے سربراہ سے پوچھا گیا تھا کہ نیٹو کے قیام کی وجہ یہ بتائی گئی تھی کہ سرمایہ دارانہ نظام کو اشتراکیت سے لاحق خطرہ سے نمٹنے کے لیے نیٹو کی تشکیل ایک اہم ضرورت ہے۔ اب جبکہ اشتراکیت کا جنازہ اٹھ چکا ہے نیٹو کی کیا ضرورت ہے۔ کیا اب اسے ختم کر دیا جائے گا؟ تو جواب دیا گیا تھا کہ ابھی اسلام سے دو دو ہاتھ کرنا ہیں۔ بعض امریکی پالیسی ساز اسلام کے حوالہ سے فی الحال منافقانہ پالیسی چلانا چاہتے تھے، لیکن اسرائیل اور اُس کے امریکی گماشتے اب صبر نہیں کر پا رہے۔ وہ معاملات کو تیزی سے چلانے اور جلد ہدف حاصل کرنا چاہتے تھے لہٰذا ایک بے باک منہ پھٹ اور اعلانیہ طور پر جارحیت پسند ٹرمپ نامی شخص کو صدر منتخب کروایا گیا حالانکہ ہیلری کلنٹن جو منافقت میں اپنا ثانی نہیں رکھتی اُس نے ٹرمپ سے کئی لاکھ ووٹ زیادہ حاصل کیے تھے۔

اس پس منظر میں طاقت کے اصل منبع اور پالیسی سازوں نے طے کیا ہے کہ مسلمان اتنے کمزور ہو چکے ہیں کہ اب کھلم کھلا اور اعلانیہ اُن کا تیا پانچہ کیا جا سکتا ہے۔ صرف ایران میں تھوڑی سی جان ہے یہ کبھی کبھار کوئی میزائل ٹیسٹ کرتا ہے، پہلے اسے عبرت کا نشان بنایا جائے۔ ایران سے فریب کاری پر مبنی ہنی مون ختم کر کے اُس پر سنگ باری کا آغاز کیا جا رہا ہے۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ٹرمپ نے پاکستان کے خلاف کوئی اعلان کیوں نہیں کیا حالانکہ پاکستان جیسا کیسا بھی ہے مسلم ملک ہے اور ایٹمی قوت کا حامل بھی ہے۔ ہمارے نزدیک اس کی کچھ حقیقی وجوہات ہیں۔ پہلی یہ کہ ایٹمی صلاحیت کا حامل یہ مسلمان ملک پاکستان جغرافیائی لحاظ سے اسرائیل سے تو دور ہے لیکن اسرائیل اور امریکہ کے فطری اتحادی اور حلیف بھارت کا قریبی ہمسایہ ہے۔ پاکستان کا ایک فوجی سربراہ جنرل ضیاء الحق جن کا پاکستان کو ایٹمی قوت بنانے میں مرکزی کردار تھا اپنے دور میں یہ کہہ چکے ہیں کہ بھارت ہمارا ازلی اور ابدی دشمن ہے۔ ہم پر کسی طرف سے بھی حملہ ہوا تو ہم اُس کا جواب بھارت کو دیں گے۔ اسی لیے بھارتی سرزمین کو میزائل روکنے والی شیلڈ پہنانے کا فیصلہ کیا گیا لیکن پاکستان نے ابابیل میزائل کا تجربہ کر کے اس دفاع کو ناکام نہ سہی مشکوک لازماً کر دیا ہے۔ ثانیاً یہ کہ بعض تجزیہ نگاروں کے نزدیک ٹرمپ جتنا بھی پاگل ہو وہ یہ بات اچھی طرح جانتا ہے کہ افغانستان کی مصیبت جو امریکہ نے سر لے رکھی ہے، اُس سے نجات حاصل کرنے کے لیے پاکستان کی مدد اور اُس کا تعاون لازم ہے۔ ثالثاً یہ کہ اسرائیل کے تحفظ کے لیے جتنی مسلمان ریاستوں کو تباہ و برباد یا کمزور کیا گیا ہے اُن میں سے کوئی بھی ریاست ایٹمی صلاحیت کی حامل نہ تھی، جب کہ اسرائیل پاکستان کے ایٹمی میزائل کی رینج میں ہے۔ اس حقیقت کو تسلیم کرنا ہوگا کہ امریکہ یقیناً اتنی قوت رکھتا ہے کہ پاکستان کو راکھ کا ڈھیر بنا دے لیکن اگر پاکستان راکھ کا ڈھیر بنتے بنتے ایک ایٹمی میزائل بھی اسرائیل پر داغنے میں کامیاب ہو گیا تو یہ چھوٹا سا ملک صفحۂ ہستی سے مٹ سکتا ہے اور اب تو پاکستان نے آبدوز سے جوابی ایٹمی حملے کی صلاحیت بھی حاصل کر لی ہے۔ رابعاً یہ کہ چین جو اقتصادی اور عسکری لحاظ سے ایک عالمی قوت بن چکا ہے، وہ اللہ کے فضل و کرم سے پاکستان کی پشت پر کھڑا ہے اور چونکہ پاکستان، چین کا محاصرہ کرنے کی امریکی خواہش کی تکمیل کے راستے میں حائل ہے اس لیے پاکستان کی سلامتی اور تحفظ خود چین کی بھی ضرورت بن چکا ہے۔ لہٰذا جس ٹرمپ کو پاگل کہا جا رہا ہے وہ پاکستان کے خلاف شدید نفرت، غصہ اور انتقامی جذبہ رکھنے کے باوجود وقتی طور پر خاموش ہے۔ اہلِ پاکستان کے لیے سوچنے کا مقام ہے کہ غیر ایٹمی میزائل رکھنے والے ایران پر اسرائیل اور ٹرمپ اتنے برہم ہیں، کیا وہ ایٹمی میزائل رکھنے والے پاکستان کو Spare کریں گے؟

مندرجہ بالا وجوہات کی بنا پر وہ پاکستان کے خلاف ممکنہ بدترین چال چلیں گے۔ ہمیں یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ ایران کا کوئی ہمسایہ ملک اُس کا دشمن نہیں ہے جبکہ پاکستان کے مشرق میں ازلی اور ابدی دشمن بھارت ہے جو ہر وقت موقع کی تاک میں رہتا ہے اور شمال مغرب میں افغانستان ہے جہاں امریکہ کی کٹھ پتلی حکومت قائم ہے اور خود امریکی افواج بھی موجود ہیں۔ سیدھی سی بات ہے ہم ٹیکنالوجی کی ترقی، ہتھیاروں کی تعداد اور اُن کے مہلک ہونے کے حوالہ سے امریکہ اور اسرائیل کے قریب بھی نہیں پھٹکتے اور نہ ہی مستقبل قریب میں اِس کی کوئی اُمید ہے۔ اگر ہم اُن کے ہم پلہ ہوتے تب بھی مسلمان ہونے کے حوالے سے وطن عزیز کی سلامتی اور فتح کے لیے ہمارا انحصار اللہ ہی پر ہونا چاہیے تھا، لیکن اس کمزوری اور ضعف کی حالت میں ہمارے پاس اس کے سوا چارہ ہی نہیں ہے کہ اللہ رب العزت کے دامن سے چمٹ جائیں۔ رسول کریم ﷺ کی مبارک سنت کا اتباع دل و جان سے کریں۔ اسلامی شعائر کو اپنی روزمرہ زندگی کا معمول بنائیں۔ اللہ غفور و رحیم ہے، وہ ہمارے گناہ معاف فرما دے گا اور اپنے فضل و کرم سے ایسا راستہ نکال دے گا کہ ہم اپنے اِن طاقتور دشمنوں کو شکست دیں اور پاکستان ہی میں نہیں، دنیا بھر میں اسلام کا عادلانہ نظام قائم کر دیں۔ دنیا کی غلامی سے بچنے کے لیے اللہ اور اُس کے رسولؐ کی غلامی اختیار کرنا بنیادی شرط ہے۔

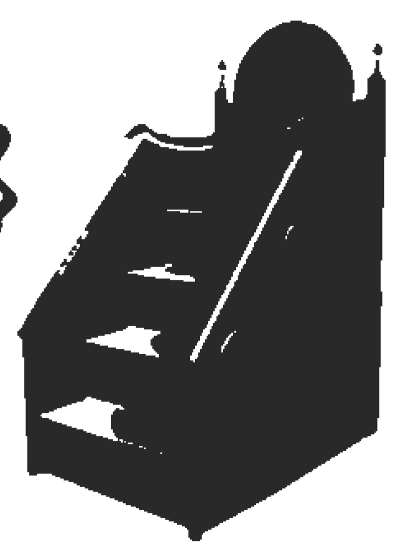

پیدائشی مسلمان ہونا بہت بڑی خوش قسمتی ہے لیکن......!

سورۃ القارعہ اور سورۃ التکاثر کی روشنی میں

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 03 فروری 2017ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

سلسلہ وار مطالعہ قرآن مجید کے ضمن میں آج ہم ان شاء اللہ سورۃ القارعہ اور سورۃ التکاثر کا مطالعہ کریں گے۔ یہ دونوں سورتیں مکی ہیں اور سورۃ الزلزال اور سورۃ العادیات کے ساتھ مل کر ایک گروپ تشکیل دیتی ہیں۔ ان کا مرکزی مضمون قیامت کی ہولناکیوں سے خبردار کرنا ہی ہے لیکن اس کے لیے جو انداز یہاں اختیار کیا گیا ہے وہ اپنی نوعیت کا ایک منفرد اور مثالی انداز ہے۔

﴿اَلْقَارِعَةُ ①﴾ ''وہ کھٹکھٹانے والی۔''

﴿مَا الْقَارِعَةُ ②﴾ ''کیا ہے وہ کھٹکھٹانے والی!''

﴿وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ③﴾ ''اور تم کیا سمجھے کہ کیا ہے وہ کھٹکھٹانے والی!''

خبردار کرنے کے لیے قرآن مجید کا یہ ایک چونکا دینے والا اسلوب ہے۔ بالکل یہی انداز سورۃ الحاقہ کی آیات 1 تا 3 میں بھی اختیار کیا گیا ہے۔ قارعہ کا مفہوم یہ ہے کہ جیسے رات کے اندھیرے میں کوئی زور زور سے دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اور لوگ ہڑبڑا کر اُٹھ بیٹھتے ہیں۔ یعنی ایسی ان ہونی جو لوگوں کو بدحواس کر دے۔ یہاں اس سے مراد قیامت کی وہ عظیم آفت، وہ ہولناک گھڑی ہے جب لوگوں ہوش وحواس کھو جائیں گے۔

﴿يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ④﴾ ''جس دن لوگ بکھرے ہوئے پتنگوں کی مانند ہوں گے۔''

قیامت کے دو احوال ہیں۔ جب پہلی مرتبہ صور پھونکا جائے گا تو عظیم زلزلہ آئے گا جب سب کچھ تباہ ہو جائے گا، تمام انسان اور جاندار ہلاک ہو جائیں گے۔ اس سورت میں قیامت کے جو احوال بیان ہوئے ہیں ان کا زیادہ تر تعلق دوسری مرتبہ صور پھونکے جانے کے بعد کے لمحات سے ہے جب لوگ دوبارہ زندہ ہو کر اپنے آپ کو میدان حشر میں پائیں گے۔ اس وقت انسان کی کیفیت کیا ہوگی؟ اس کا احوال سورۃ یٰس میں یوں بیان ہوا: ﴿قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۜ﴾ ''وہ کہیں گے: ہائے ہماری شامت! ہمیں کس نے اُٹھا دیا ہماری قبروں سے؟'' جیسے القارعہ کا مفہوم ہے کہ رات کے وقت انسان سو رہا ہو اور اچانک کوئی زور سے دروازہ کھٹکھٹانے لگے تو آدمی اچانک بدحواس ہو کر اُٹھ جاتا ہے۔ ﴿هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ۵۲﴾ ''(پھر خود ہی کہیں گے:) ارے یہ تو وہی (دن) ہے جس کا رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور پیغمبروں نے سچ کہا تھا۔''

مرتب: ابوابراهیم

پیغمبروں نے قسمیں کھا کھا کر بتایا کہ تمہارا انجام بہت ہولناک ہے مگر ان کی بات کو اہمیت ہی نہیں دی گئی۔ اس دن سب کو احساس ہو جائے گا کہ وہ سچے تھے مگر تب کیا فائدہ! لوگ اس دن حیران و پریشان میدان حشر میں یوں منتشر حالت میں ہوں گے کہ جیسے برسات کے دنوں میں اسی زمین سے ہزاروں کی تعداد میں پتنگے نکل آتے ہیں اور ہر طرف منڈلا رہے ہوتے ہیں۔

﴿وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ⑤﴾ ''اور پہاڑ دُھنی ہوئی اون کی مانند ہو جائیں گے۔''

العِهن: رنگ دار اون کو کہتے ہیں اور مَنفُوش کے معنی ہیں دُھنی ہوئی۔ یعنی اس ہولناک زلزلے یا عظیم حادثے کے نتیجے میں پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر دھنی ہوئی رنگین اون کی مانند بکھرے ہوئے ہوں گے جیسے ہمارے ہاں جب سنبل کے درخت کا خوشہ کھلتا ہے تو اس میں سے روئی نکل کر ہر طرف زمین پر بھی اور فضا میں بکھر رہی ہوتی ہے۔

﴿فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ⑥﴾ ''تو جس کے (اعمال کے) پلڑے بھاری ہوں گے۔''

﴿فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ⑦﴾ ''تو وہ ہوگا عیش و عشرت کی زندگی میں۔''

یعنی اس کی من پسند اور مرضی کی زندگی اس کو عطا ہوگی۔

﴿وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ⑧﴾ ''اور جس (کی نیکیوں) کے پلڑے ہلکے ہوئے۔''

﴿فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ⑨﴾ ''تو اُس کا ٹھکانہ ایک گڑھا ہوگا۔''

﴿وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ⑩﴾ ''اور تم کیا جانو کہ وہ کیا ہے؟''

﴿نَارٌ حَامِيَةٌ ⑪﴾ ''آگ ہے دہکتی ہوئی!''

ھاویہ گڑھے کو کہتے ہیں اور جہنم بھی اصل میں ایک گڑھا ہی ہوگا۔ وہ کتنا بڑا ہوگا؟ اس کے بارے میں ہم سورۂ قٓ میں پڑھ چکے ہیں کہ: ﴿يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ﴾ ''جس دن ہم پوچھیں گے جہنم سے کہ کیا تو بھر گئی؟'' ﴿وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ۳۰﴾ ''اور وہ کہے گی کیا کچھ اور بھی ہے؟''

قرآن مجید کے بیشتر مقامات میں یہ وعید آئی ہے کہ انسانوں کی عظیم اکثریت جہنم رسید ہوگی لیکن اس کے باوجود وہ کہے گی ابھی میرا پیٹ نہیں بھرا، کوئی اور بھی ہے تو اسے بھی لاؤ۔ تو جہنم کا وہ گڑھا ایسا گڑھا ہوگا۔

اس سورۂ مبارکہ میں ایک بات انتہائی قابل توجہ ہے کہ جس کے پلڑے بھاری ہوں گے وہ من پسند زندگی

میں ہوگا اور جس کے پلڑے ہلکے رہ گئے وہ جہنم میں جائے گا۔ بانیٔ تنظیم محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے اس خاص نکتے کی بڑی خوبصورت وضاحت کی ہے کہ اس سے لگتا یہ ہے کہ ہر شخص کے لیے تول کے پیمانے مختلف ہوں گے۔ یعنی کن حالات میں وہ پیدا ہوا تھا، تعلیم وتربیت کس ماحول میں ہوئی تھی، کیا صلاحیتیں اس کو دی گئی تھیں ان سب باتوں کو مدنظر رکھا جائے گا۔ یہ نہیں ہوگا کہ سب کے اعمال کو ایک ہی باٹ سے تولا جارہا ہوگا۔

مثال کے طور پر ہم مسلمان ہیں، ہم آخری نبی ﷺ کے اُمتی ہیں جن کو ایک مکمل دین دیا گیا ہے اور اس دین کو لوگوں تک پہنچانا اور اس کو غالب کرنا ہماری ذمہ داری ہے، ہمیں زندگی گزارنے کا مکمل طریقہ اور دنیا کی آزمائش میں کامیابی کے لیے قرآن وسنت کی صورت میں مکمل نصاب بھی عطا کیا گیا۔ جس میں زندگی کے ہر گوشے کے لیے راہنمائی موجود ہے۔ پھر ہم ایک مسلمان گھرانے میں پیدا ہوئے، ہماری تعلیم وتربیت بھی اس ماحول میں ہوئی جس پر کسی حد تک اسلامی تعلیمات کی چھاپ ضرور ہے اور ہمارے پاس اللہ کے دین کی خدمت کے تمام مواقع موجود ہیں۔ جبکہ یہاں سے صرف 20 میل مشرق کی جانب جو ہندو اور سکھ رہتے ہیں ان کو کچھ اور ماحول ملا ہے۔ بچپن سے تعلیم ہی کچھ اور دی جارہی ہے۔ تو کیا اب ہمارا اور ان کا حساب ایک جیسا ہی ہوگا؟

حساب تو ان کا بھی ہوگا جن کے پاس پیغمبر نہیں آئے اور یہ حساب اس فطری علم کی بنیاد پر ہوگا جو اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو فطری طور پر ودیعت کیا ہے۔ کیونکہ ہر انسان پیدائشی طور پر اللہ کی معرفت رکھتا ہے۔ میثاق ازل کی رو سے اس کی فطرت گواہ ہے کہ اللہ ایک ہے اور وہی اصل رب ہے۔ اس عہد کی بنیاد پر ہر شخص سے اس کا حساب ہوگا کہ کم ازکم وہ شرک سے بچ کر ایک اللہ کو ماننے والا ہو چاہے کسی نبی اور رسول کا پیغام اس تک نہ بھی پہنچا ہو۔ پھر اسی طرح ہر انسان کے اندر اللہ نے اچھائی اور برائی کی تمیز ودیعت کردی ہے۔ ایک میزان ہر انسان کے اندر نصب ہے جسے ہم ضمیر کہتے ہیں۔ کوئی بھی غلط یا ناجائز کام انسان کرے گا تو اندر سے آواز ضرور آئے گی کہ یہ تم نے غلط کیا ہے۔ ان بنیادوں پر ان کا حساب بھی ہونا ہے جن کے پاس کسی بھی رسول یا نبی کی دعوت نہیں پہنچی۔

اس اعتبار سے سب سے سخت حساب ہمارا ہونا ہے جو حضور ﷺ کے ماننے والے ہیں اور آپ ؐ کا دین آج بھی زندہ ہے اور قرآن مجید آج بھی زندہ کتاب کی حیثیت سے موجود ہے۔ اگر ہم واقعی اسے کتاب ہدایت مانیں اور ہمیں یقین ہو کہ یہ اللہ کی کتاب ہے تو پھر باقی ساری تعلیم ایک طرف، سب سے پہلے ہم اس کو پڑھیں اور سمجھنے کی کوشش کریں۔ لیکن بجائے اس کے کہ ہم اس کی طرف توجہ بھی نہ دیں بلکہ اپنے عمل سے اس کی تکذیب کریں اور تصور یہ رکھیں کہ ہم پیدائشی کلمہ گو ہیں لہٰذا جنت ہمارا حق ہے، ہماری وراثت ہے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر ان ہندوؤں اور سکھوں کا کیا قصور ہے جو وہاں پیدا ہوئے؟

صاف اور منطقی بات یہ ہے کہ ہر انسان سے انفرادی طور پر حساب ہوگا۔ ہر انسان کی کامیابی کا پیمانہ الگ ہوگا اور کسی کے ساتھ ظلم نہیں ہوگا۔ قرآن مجید میں بار بار یہی کہا گیا ہے کہ وہاں کسی کے ساتھ ظلم وناانصافی نہیں ہوگی۔ البتہ رحمت کے مظاہر ہوں گے۔ بعضوں کو چھوٹ اور رعایت دی جائے گی لیکن ظلم کسی کے ساتھ نہیں ہوگا۔ کوئی یہ نہیں کہہ سکے گا کہ میرے ساتھ ناانصافی ہوئی ہے۔

☆☆☆

سورۃ التکاثر

﴿اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ ۝۱﴾ ”تمہیں غافل کیے رکھا ہے بہتات کی طلب نے!“

﴿حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝۲﴾ ”یہاں تک کہ تم قبروں کو پہنچ جاتے ہو۔“

انسان کی کمزوریوں میں سے ایک بہت بڑی کمزوری مال کی محبت ہے۔ ہم پچھلی سورت میں پڑھ چکے ہیں: ﴿وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ۝۸﴾ (العادیات)

پریس ریلیز 10 فروری 2017ء

حافظ سعید کی نظر بندی اور ڈاکٹر شکیل آفریدی کی رہائی کے لیے مذاکرات بیرونی مداخلت کے آگے سرنگوں ہونا ہے

اسلام سے قلبی تعلق رکھنے والے ویلنٹائن ڈے کی فحاشی پر نوحہ کناں تھے کہ دبئی میں پی ایس ایل کی افتتاحی تقریب میں عریانی کا مظاہرہ کیا گیا

حافظ عاکف سعید

حافظ سعید کی نظر بندی اور ڈاکٹر شکیل آفریدی کی رہائی کے لیے مذاکرات بیرونی مداخلت کے آگے سرنگوں ہونا ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطبہ جمعہ کے دوران کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ ڈونلڈ ٹرمپ ہمارے حکمرانوں کے اعصاب پر بُری طرح سوار ہوگیا اور وہ خوفزدہ ہوکر آئے دن ایسے اقدام کررہے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم اپنے اندازِ غلامی میں مزید تیزی اور انکساری لارہے ہیں اور پے درپے ایسے فیصلے کررہے ہیں جن سے اُن کے منظورِ نظر بن جائیں اور اُن کے قہر سے بچ سکیں۔ گزشتہ ماہ چند بلاگرز کو اٹھانے اور پھر رہا کردینے پر تبصرہ کرتے ہوئے اُنہوں نے کہا کہ اگرچہ اصولی طور پر تو ہم کسی بھی شہری کو غیر قانونی طور پر غائب کردینے اور مقدمہ چلائے بغیر قید کرنے کے خلاف ہیں لیکن اس حوالہ سے بھی مقتدر قوتوں کا رویہ غیر مساوی اور غیر منصفانہ ہے۔ وہ لوگ جو ان قوتوں کے بقول اسلام کے حوالہ سے بنیاد پرست یا انتہا پسند ہیں اُنہیں جب اُچک لیا جاتا ہے تو سالوں کسی کو اُن کی خبر نہیں ہوتی اور اُن کے لواحقین کو ان کی کچھ خبر نہیں دی جاتی جبکہ اللہ اور رسول کی توہین کرنے والے ان بلاگرز کو چند ہفتوں بعد رہا کردیا گیا۔ حالانکہ اُن کے خلاف توہین رسالت کے مقدمات اُن کی ویب سائٹ پر موجود مواد کی بنیاد پر قائم کیے جاسکتے تھے۔ اُنہوں نے کہا کہ اسلام سے قلبی تعلق رکھنے والے 14 فروری کو ویلنٹائن ڈے کے حوالے سے ہونے والی فحاشی اور بے حیائی پر نوحہ کناں تھے کہ اب پاکستان نے پی ایس ایل کے نام پر دبئی میں کرکٹ کے مقابلے شروع کرائے ہیں اُس کے افتتاحی تقریب میں جس قسم کی فحاشی اور عریانی بلکہ صحیح تر الفاظ میں بے غیرتی کا مظاہرہ کیا گیا ہے وہ ہر درددل رکھنے والے مسلمان کے لیے انتہائی تکلیف دہ تھا۔ اُنہوں نے کہا کہ ایسی حرکات سے اللہ کے عذاب کو دعوت نہ دو۔ پہلے ہی مسلمانانِ پاکستان بڑی اذیت میں ہیں۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشرواشاعت، تنظیم اسلامی)

"اور وہ مال و دولت کی محبت میں بہت شدید ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے انسان کو دنیا میں بھیجا ہے۔ یہاں اس کی کچھ ضروریات بھی ہیں جن کو پورا کرنے کا سارا انتظام بھی اللہ نے پورا کر دیا ہے۔ یعنی ہر ایک کے لیے رزق معین کر دیا ہے۔ لیکن اس کا امتحان یہ ہے کہ وہ دنیا میں اپنی ضروریات کن ذرائع سے پوری کرتا ہے۔ حلال اور حرام کی تفریق اور تمیز بھی اسے بتا دی گئی ہے۔ تمام حدود و قیود مقرر کر دی گئی ہیں اور ان سے تجاوز اور بغاوت کے ہولناک نتائج سے بھی آگاہ کر دیا گیا ہے۔ یہاں تک بھی صاف بتا دیا گیا ہے کہ اگر تم سودی معیشت اختیار کرو گے تو یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے کھلا اعلان جنگ ہوگا۔ چنانچہ ہر شخص کو کچھ عرصے کے لیے (پیدائش سے موت تک) اپنا وقت دنیا میں گزارنا ہے۔ اب آزمائش میں کامیابی کا راستہ تو یہ ہے کہ انسان کو جتنا رزق معین کر دیا گیا ہے اسے وہ جائز ذرائع سے حاصل کرے اور جتنا مل گیا اس پر قناعت اور شکر کرے۔ مگر دنیا میں انسان کی کمزوری کیا ہے؟ وہ اتنا بھی اگر جمع کر لے کہ سات نسلیں بھی بیٹھ کر کھائیں تو کم نہ ہو مگر اس کے باوجود بھی اس کی حرص کم نہیں ہوتی۔ وہ چاہتا ہے کہ مجھے زیادہ سے زیادہ ملے۔ قارون و شداد کے قصے تو ہر ایک نے سنے ہوئے ہیں۔ اتنا زیادہ جمع کر کے بھی ان کی حرص کی آگ کم نہیں ہوئی یہاں تک کہ وہ اپنے دردناک انجام تک جا پہنچے۔ اس انسانی نفسیات کے حوالے سے بعض احادیث بڑی لرزہ دینے والی ہیں۔ صحیح مسلم میں حضرت مطرف ؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ:

"میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ اس وقت سورۃ التکاثر کی ہی تلاوت فرما رہے تھے، آپؐ نے سورۃ التکاثر کی ایک آیت کی تلاوت فرمائی اور فرمایا: ابن آدم کہتا ہے میرا مال، میرا مال، میرا مال۔ اے ابن آدم! تیرا کیا مال ہے؟ تیرا مال تو صرف وہی ہے جو تو نے کھا لیا اور ختم کر لیا یا جو تو نے پہن لیا اور پرانا کر لیا یا جو تو نے صدقہ کیا پھر تو ختم ہو گیا"۔

یعنی تم اگر قارون کے خزانے کے مالک بھی بن جاؤ تو تمہارا اصل مال وہی ہوگا جو تم نے کھا لیا، پی لیا اور اپنی ضرورت کے لیے استعمال کر لیا۔ باقی تو سب تمہارا وہم و گمان ہے کہ وہ تمہارا ہے۔ بل گیٹس دنیا کا سب سے امیر آدمی ہے۔ وہ اپنی ذات پر کتنا خرچ کرے گا؟ اور جو اپنی ذات پر خرچ کرے گا وہی اس کا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تم نے دنیا میں کچھ وقت گزارنا تھا، اللہ نے اس میں تمہارے لیے کچھ حصہ رکھا تھا۔ اس کو تم نے استعمال کر لیا۔ باقی یہ تمہارا دھوکہ ہے کہ یہ تمہارا ہے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ "اگر آدم زاد کے پاس دو وادیاں بھر کر مال ہو تو وہ تیسری وادی کی تمنا کرے گا۔ ابن آدم کا پیٹ مٹی کے سوا کسی چیز سے نہیں بھر سکتا" (بخاری) یعنی زیادہ سے زیادہ کی خواہش کرنا انسان کی کمزوری ہے۔ بڑے میاں کے پاؤں قبر میں لٹکے ہوئے ہوں گے لیکن انھیں ساری فکر اپنے بزنس، اپنے اثاثوں اور اپنی فیکٹریوں کی ہوگی۔ صبح سے شام تک اسی فکر کے اندر گم ہوں گے۔

یہی دنیا کی سخت آزمائش ہے جس کے لیے انسان کو دنیا میں بھیجا گیا لیکن وہ دنیا کی لالچ میں، حرص میں، طمع میں اصل آزمائش سے ہی غافل ہو گیا اور بھول گیا کہ اس کا ہر عمل، نیتیں، عزائم اور منہ سے نکلا ہوا ہر لفظ ریکارڈ ہو رہا ہے اور بالآخر اسے اس کا حساب دینا پڑے گا۔

﴿كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝۳﴾ "کوئی بات نہیں! بہت جلد تمہیں معلوم ہو جائے گا۔"

جیسے ہی موت کا فرشتہ سر پر کھڑا ہوگا۔ اس دن اسے پتا لگ جائے گا اور وہ کہے گا کہ کاش کہ مجھے چند لمحے اور مل جائیں تو میں اپنا سب کچھ اللہ کی راہ میں خیرات کر دوں۔ مگر: ﴿وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ۭ﴾ "اور اللہ ہرگز مہلت نہیں دے گا کسی جان کو جب اُس کا وقت معین آ پہنچے گا"۔ (المنافقون)

﴿ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝۴﴾ "پھر کوئی بات نہیں! بہت جلد تمہیں معلوم ہو جائے گا۔"

انسان کے بہت سے طبق تو اسی وقت روشن ہو جاتے ہیں جب موت کا وقت آتا ہے۔ یعنی بہت سے حقائق اسی وقت منکشف ہو جاتے ہیں۔ اب کس کو دنیا میں کتنی مہلت ہے، یہ اللہ کو ہی معلوم ہے۔ موت انسان کے سر پر ہر وقت کھڑی ہے اور وہ بیٹھا ہے فرعون اور قارون بن کر۔ جیسا کہ یہود کے بارے میں فرمایا گیا تھا: ﴿يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ﴾ (البقرہ:92) "ان میں سے ہر ایک کی یہ خواہش ہے کہ کسی طرح اس کی عمر ہزار برس ہو جائے۔"

دنیا پرستی میں وہ اتنے آگے نکل گئے تھے کہ ان کے لیے سب سے زیادہ مکروہ شے موت تھی۔ ان میں سے ہر ایک کی یہ خواہش تھی کہ اس کی عمر ہزار برس ہو جائے۔ اگرچہ ہزار برس بھی کسی کو مل جائے تو وہ اگلے ہزار برس طلب کرے گا۔ لیکن فرض کریں اس دور کے یہودی کی عمر اگر ہزار برس بھی ہو جاتی تو پھر بھی آج ان کو قبروں میں پہنچے چار پانچ سو سال گزر چکے ہوتے۔ مطلب یہ ہے کہ موت کا وقت زیادہ دور نہیں اور بہت سارے حقائق اسی وقت سامنے آجائیں گے۔

﴿كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ۝۵﴾ "کوئی بات نہیں! کاش کہ تم علم یقین کے ساتھ جان جاتے!"

علم الیقین وہ ہے جو نبیوں اور رسولوں کو دیا گیا ہے اور نبیوں کی زندگی اس بات کی گواہی ہوتی تھی کہ وہ سچے ہیں، انہوں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا، معاشرے میں ان کا ایک اخلاقی مقام ہوتا تھا، انہیں الصادق والامین کا خطاب ملتا تھا کہ وہ سب سے زیادہ سچے، امانت دار تھے، انسانیت کی سب سے زیادہ بھلائی چاہنے والے اور خدمت خلق میں سب سے آگے آگے تھے۔ انہوں نے جو علم پہنچایا اس کی بنیاد میثاق ازل کی صورت میں پہلے سے انسان کی فطرت میں موجود ہے۔ وہ کوئی نئی چیز نہیں بتا رہے بلکہ جو بتایا جا رہا ہے وہ پہلے سے انسان کے اندر موجود ہے۔ اندر سے دل گواہی دیتا ہے کہ ہاں یہی حق ہے۔ لیکن اس پر غفلت کے پردے پڑ چکے ہیں۔ نبی اور رسول آ کر ان پردوں کو ہٹاتے ہیں۔ یہ علم یقین ہے۔ یہاں یہ کہا جا رہا ہے کہ کاش کہ اس یقینی علم کی بنیاد پر تم اپنی اصلاح کر لیتے، اپنا قبلہ صحیح کر لیتے۔ اسی کا ایک مظہر پیغمبروں سے یہ مطالبہ بھی ہوتا تھا کہ ہمیں کوئی معجزہ دکھاؤ۔ لہٰذا بہت سے رسولوں کو معجزے بھی عطا ہوئے لیکن انسان کی ڈھٹائی کا یہ عالم تھا کہ اس کے باوجود بھی جہالت پر ڈٹے رہے۔ قرآن میں تو بار بار یہ مضمون آیا ہے کہ کفار و مشرکین کا مطالبہ رہا کہ فلاں معجزہ دکھاؤ، فلاں معجزہ دکھاؤ۔ لیکن اللہ کا فیصلہ تھا کہ نہیں دکھانا۔ اس لیے کہ اللہ کو معلوم تھا کہ اگر معجزہ دکھا بھی دیا تو انہوں نے پھر بھی باز نہیں آنا۔

﴿لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ۝۶﴾ "تم جہنم کو دیکھ کر رہو گے۔" اب تمہارا وہی انجام ہے۔

﴿ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ۝۷﴾ "پھر تم اس کو عین الیقین کے ساتھ دیکھو گے۔"

دنیا میں تو پیغمبر تمہیں علم الیقین کی بنیاد پر دعوت دے رہے ہیں کہ ایمان لے آؤ، اپنی اصلاح کر لو اور جہنم کے عذاب سے ڈر جاؤ لیکن تم ان کی باتوں کا مذاق اڑاتے ہو، ان کی لائی ہوئی واضح ہدایت کو نظر انداز کر رہے ہو لیکن بالآخر تمہیں وہ دردناک عذاب اپنی آنکھوں سے دیکھنا ہوگا۔ پھر تمہیں عین الیقین حاصل ہو جائے گا مگر تب کیا فائدہ؟

﴿ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَىِٕذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝۸﴾ "پھر اس دن تم سے ضرور پوچھا جائے گا نعمتوں کے بارے میں۔"

(باقی صفحہ 9 پر)

ڈھلیں گے یہ اندھیرے کیسے!

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

دنیا میں 21ویں صدی کا آغاز بش کے صلیبی جنگ کے اعلان سے ہوا۔ اگرچہ مصلحتاً، فقیہِ مصلحت بیں نے یہ بیان واپس لے کر بغل میں چھپالیا تھا۔ 15 سال کی مصلحت بیں پالیسی پر مسلم ممالک کو ساتھ رکھ کر دنیائے اسلام پر قہر برسایا۔ دامن پہ کوئی چھینٹ نہ خنجر پہ کوئی داغ کا کمال حاصل رہا۔ برسنے والا اسلحہ امریکی اور برسانے والے پس پردہ ہاتھ بھی امریکی...... مگر دہشت گرد تمام مسلمان! جن کے خون کی ندیاں بہیں، بدن چیتھڑا ہوئے وہ سب مسلمان...... مگر دہشت گرد! شرق تا غرب۔ اب رندِ بادہ خوار ٹرمپ کی باری تھی۔ سو مستی میں بھر کر انتخابات میں کڑوے کسیلے کینہ بغض بھرے سارے مسلم کش سچ بولتا رہا۔ سب نے جانا، وقتی خمار ہے اتر جائے گا...... لیکن اب پوری دنیا کو ایک نئے 9/11 کا سامنا ہے! تاہم سچ یہی ہے کہ:

فقیہِ مصلحت بیں سے وہ رند بادہ خوار اچھا
نکل جاتی ہے سچی بات جس کے منہ سے مستی میں

دنیا کے چودہ طبق روشن ہو گئے۔ پوچھتے تھے:

کب ڈوبے گا امریکہ پرستی کا سفینہ! سو سفینے میں پتھر بھرنے کو ٹرمپ آ گیا۔ بڑے بڑے امریکہ پرست بغلیں جھانکنے پر مجبور ہیں۔ گلوبل ولیج کو آج جس صورت حال کا سامنا ہے یہ اسلاموفوبیا (اسلام سے خوفزدہ کرنے، ہونے کی نفسیاتی بیماری) کا بیج بش نے بویا۔ اوباما نے سینچا۔ اس سے نکلنے والے زقوم کا نام ڈونالڈ ٹرمپ ہے۔ اب حیراں و سرگرداں بیٹھے دل کو روتے جگر کو پیٹ رہے ہیں! امریکی ووٹر نے کھلی آنکھوں سے ٹرمپ کا چاند چڑھایا ہے۔ اس بیج کی آبیاری سبھی مسلمان ممالک نے ساتھ دے کر خونِ مسلم سے کی ہے۔ زقوم سے اب موتیے کے پھول تو جھڑنے سے رہے۔ محبانِ امریکہ ہم سے اس عرصہ ناراض ہی رہے (تنقید کی بنا پر)۔ زقوم کی بو تو ہمیں بش دور سے آ رہی تھی...... لیکن خوش فہم مسلمانانِ عالم مہک بھرے پھولوں کی آرزو میں تھے۔ اب بیٹھے رو رہے ہیں:

ہم نے پھولوں کی آرزو کی تھی
آنکھ میں موتیا اتر آیا!

پہلے بھی امریکہ ہی نے امنِ عالم کے نام پر دنیا کو نفرت، جنون، سیکولر انتہا پسندی کی دلدل میں دھکیلا تھا۔ اب خود بینر لے کر ٹرمپ کے خلاف مظاہرہ کناں ہیں کہ ٹرمپ نے بھری بزم میں راز کی بات کہہ دی! کیوں کہہ دی! قبل از وقت کہہ دی۔ نہایت غم و غصے بھرا ردِعمل دے رہے ہیں خود امریکی۔ ان کے بینر کیا کہہ رہے ہیں؟ جنگلی ٹرمپ...... ہمیں وہائٹ ہاؤس میں یہ گندگی نہیں چاہیے۔ (گیا گزرا نشئی چرسی Junky) ڈونالڈ ٹرمپ ایک بے حیا خنزیر ہے۔ ایک ننھا بچہ بینر پر کہہ رہا ہے: میری عمر 4 سال ہے، میں ٹرمپ سے زیادہ عقل کی بات کرتا ہوں۔ پیوٹن کی کٹھ پتلی، میرا صدر نہیں ہے۔ خواتین...... ٹرمپ کے خلاف متحد و متفق۔ یہ تو ابلتی، کڑھتی دیگ کے چند دانے ہیں۔ چار وفاقی (امریکی) ججوں، 16 ریاستوں کے اٹارنی جنرلوں نے تارکینِ وطن پر پابندی کا حکم نامہ رد کرنے، روکنے کے اقدامات کیے ہیں۔ محکمۂ خارجہ کے 900 اہل کار ٹرمپ پالیسی کے خلاف متحد ہیں۔ پسِ پردہ معاشی خدشات بھی سر سرا رہے ہیں جو اصل غم ہے۔ سات مسلم ممالک پر عائد کردہ پابندی کے نتیجے میں (فوری تخمینہ) سالانہ 700 ملین ڈالر کا نقصان تو صرف یونیورسٹیوں کو اٹھانے کا اندیشہ ہے۔ امریکی تعلیمی صنعت کو معاشی جھٹکا پڑ رہا ہے۔ یورپی رہنماؤں نے بھی شدید برہمی کا اظہار کیا ہے۔

مسلمانوں سے امتیازی سلوک پورے مغرب کو بھاری پڑے گا۔ یہ ممالک عرصہ دراز سے اب اپنے معاشرتی حالات کی ابتری کے نتیجے میں خاندان کی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکے ہیں۔ نکاح کا رجحان ختم۔ ماں کا کردار بے وقعت...... گھر باقی نہ رہا...... عورت نہ رہی...... وہ جو شخصیت ساز، کردار ساز، مرکزِ مہر و وفا خانہ ساز تھی کھلونا بن گئی۔ سو آبادی تیزی سے گرنے لگی۔ بچے حادثے کے طور پر بالعموم جنم لیتے۔ فوسٹر کیئر (نگران دیکھ بھال) میں تشنہ رو، خالی ایاغ پل کر ملک و ملت کی تعمیر کیا کرتے۔ سو آبادی اور تعمیر و ترقی کے بحران میں مسلم ممالک سے بہترین دماغ (Brain Drain) رزق کی تلاش میں وہاں گئے۔ مضبوط مسلم خاندانی نظام سے نکل کر جانے والے متوازن شخصیت کے حامل ڈاکٹر، انجینئر، سائنس دان و دیگر ہنرمند وہاں سے مزید تعلیم پا کر ان کے بے شمار اداروں میں مقامی خلاء پر کر رہے ہیں۔ مغربیوں کے اپنے بچے منشیات، غنڈہ گردی، عیش و عشرت کے دلدادہ ہو گئے۔ وہ مسلمان جو اپنے ملک میں سیاسی نظاموں کی ابتری، بدعنوانی، کھینچا تانی، اقربا پروری، میرٹ اور انصاف کے عنقا ہونے کی بنا پر ترکِ وطن کر جاتا ہے وہاں محنت میں دن رات ایک کرتا ہے۔ شامی مہاجرین کو لپک کر لینے میں بھی یہ ایک اہم عنصر رہا کہ کم تنخواہ پر زیادہ محنت دینے والے گویا مفت کے کارکن ہاتھ آ رہے ہیں جو ان ممالک کی عین ضرورت ہے۔

امریکی پالیسی مسلمانوں میں بے چینی پیدا کرنے، انہیں عدم تحفظ کا شکار کر دینے کا باعث بنے گی۔ کہیں وہ ردِعمل میں انتہا پسندی پر نہ اتر آئیں۔ تنگ آمد بہ جنگ آمد! مسلماں کو مسلماں کر دیا طوفانِ مغرب نے کا اندیشہ بھی موجود ہے۔ ڈیڑھ ارب مسلمانوں کو چھیڑ کر دنیا سکھ سے کیونکر رہے گی؟ ٹرمپ کو آبگینوں، کانچ کی مصنوعات کی دکان میں گھسے سینگوں والے بھینسے سے تشبیہ دی جا رہی ہے...... اور حقیقت بھی یہی ہے۔ امریکہ یورپ میں بیٹھے مسلمان، مساجد اور مسلمانوں پر حملوں کے بعد پریشانی کا شکار ہیں۔ دی نیوز میں کمیلا حیات کے مطابق تین دن کے اندر صرف لاہور کے 4 بڑے نجی سکولوں میں امریکہ میں مقیم پاکستانیوں کی جانب سے بچوں کے ممکنہ داخلے کے متعلق 100 سے زیادہ نے رابطے کر کے معلومات چاہی ہیں۔ آگے آگے دیکھیے......!

مسلمانوں بارے تعصب اور بے رحمانہ رویہ ملاحظہ ہو۔ امریکی ایئر پورٹوں پر 109 افراد کو روکا گیا، جس کی بنا پر ایک بچہ دم گھٹ کر انتقال کر گیا۔ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے امریکی ترجمان نے کہا: یہ سب امریکی قوم کی حفاظت کے لیے کیا جا رہا ہے۔ امریکی ایئر پورٹ پر مرنے والا بچہ بھی دہشت گرد بن سکتا تھا۔ (اب یہ نہ انتہا پسندی ہے نہ نفرت انگیزی!

تمہاری زلف میں پہنچی تو حسن کہلائی
وہ تیرگی جو مرے نامۂ سیاہ میں تھی!

مسلمان بچوں بارے یہ رویہ عین وہی اسرائیلی یہودی رویہ ہے جو غزہ کے سکولوں میں معصوم ننھے گلاب کچل مسل کے رکھ دیتا ہے۔ جو بشار الاسد کے شام میں قطار اندر قطار ننھے لاشے خونچکاں کرتا ہے۔ کشمیر میں پیلٹ گن سے بلاتمیز آنکھیں نوچ ڈالتا ہے...... نوبل انعام یافتہ سوچ کے برما میں بے رحم سمندروں کی نذر کر دیتا ہے۔ مسلمان بچوں بارے ٹرمپ پالیسی کے نفاذ ہی کے ضمن میں بہادر امریکی کمانڈوز نے یمن میں القاعدہ کے نام پر رگیدنے کو ایک گھر میں گھس کر اندھا دھند فائرنگ کا لقمۂ تر خواتین اور بچوں کو بنایا۔ جس میں چند سال پہلے ڈرون حملے کا نشانہ بننے والے یمنی امریکی عالم انور اولعقی کی 8 سالہ بیٹی نوار بھی شامل ہے۔ کارروائی کے بعد گھروں کو آگ لگا دی گئی۔ یہ بھی امریکی عوام کا تحفظ ہے ہزاروں میل کے فاصلے پر بیٹھی 8 سالہ مسلمان بچی سے؟

جس ٹرمپ کے تعصب اور جنون کو خود مغرب بھی رو رہا ہے اسے نہ صرف ہمارے صوبائی وزیر نے بجا قرار دیا ہے، بلکہ ہم نے نئے شاہ سے بڑھ کر شاہ کی وفاداری میں فوراً حافظ سعید کو گرفتار کر کے اپنی فدویت، اپنا ڈو مور پن، اسی تنخواہ انہی ڈالروں پر کام کرتے رہنے کی آمادگی بڑھ کر دکھا دی ہے۔ امریکہ بھی خوش رہے اور راضی رہے بھارت بھی! حق تو یہ تھا کہ منافقت بالائے طاق رکھ کر 5 فروری کا یوم کشمیر منسوخ کر کے ویلنٹائن ڈے پر سرکاری چھٹی دیتے۔ ٹرمپ کو لال گلابوں کی ٹوکری بھیجتے! باوجودیکہ امریکہ پاکستانیوں کو بھی کڑی جانچ پڑتال سے گزارنے کی گھرکی دے چکا، لیکن ہم پیٹ والے دماغ سے سوچنے پر مجبور ہیں...... جہاں غیرت کا گزر نہیں۔ بکتے جھکتے ٹرمپ کے آگے دبنے جھکنے کی شرمناک پالیسی! بھارتی فوج کے آگے سینہ سپر کشمیری پاکستان کا جھنڈا بے مثل دلیری اور ثابت قدمی، جرأت ایمانی اور حوصلہ مندی سے لہراتے رہے۔ ادھر ہم ہیں کہ بھارتی ترنگے اور امریکی تاروں بھرے جھنڈے کو دیکھ کر ہماری حکومتوں، مقتدروں کی آنکھوں کے آگے دن میں تارے ناچنے لگتے ہیں! پرویز مشرف نے بش اور کولن پاول کو اپنی بے مثل وفاداری اور قوم فروشی سے حیران کر دیا تھا۔ اب باری ہے ٹرمپ کی۔ سو جماعۃ الدعوۃ اور حافظ سعید جیسے وفا شعاروں پر فوراً ڈگیں ڈال کر ہم نے وہی تاریخ دہرا دی ہے۔ ایٹمی قوت ہونا ہمارے کسی کام نہ آیا۔

اب اللہ خیر کرے...... یہ جو توہین رسالت ﷺ بارے قانون اور ختم نبوت ﷺ سے کھیلنے کے اشارے ہیں، قوم کو اسے بہت توجہ سے دیکھنے کی ضرورت ہے...... یہ ہمارے دینی وجود کی شہ رگ ہے۔ ملکی مفادات کے نام پر خدانخواستہ کوئی نیا فراڈ سامنے نہ آئے۔ مولانا سلیم اللہ خان رحمہ اللہ نے پرویز مشرف کے سامنے ایسے ہی ایک موقع پر میز پر مکا مار کر فرمایا تھا: تم ہمیں ملکی مفادات کا سبق مت پڑھاؤ، ہم ملکی مفاد کو تم سے زیادہ بہتر سمجھتے ہیں اور تم سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔ اللہ جابر حکمرانوں کے سامنے کلمۂ حق کا آوازہ بلند کرنے والے ہمیں وافر عطا فرمائے۔ (آمین!) سیاست کا وقت گزر گیا۔ اب ایمان کے کڑے امتحان درپیش ہیں۔

سوچتا ہوں کہ ڈھلیں گے یہ اندھیرے کیسے
لوگ رخصت ہوئے اور لوگ بھی کیسے کیسے!

☆☆☆

منبر و محراب

دنیا میں جو کچھ نعمتیں عطا ہوئیں ان میں سے ہر ایک کے بارے میں سوال ہوگا۔ ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ روز قیامت اللہ کی عدالت کے کٹہرے سے کسی کے قدم ہل نہیں سکیں گے جب تک کہ وہ پانچ سوالوں کا جواب نہ دے دے۔ (1) اللہ نے جو مہلت عمر دی تھی وہ کس کام میں صرف کی گئی۔ (2) جوانی کا دور کہاں کھپایا (3) مال کن ذرائع سے حاصل کیا اور (4) کن مدات میں خرچ کیا۔ (5) جو علم حاصل کیا تھا اس پر کتنا عمل کیا۔

خاص طور پر اس آیت میں جو فرمایا گیا کہ نعمتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا تو اس حوالے سے ایک حدیث بڑی ہلا دینے والی ہے۔ دو حضرات یعنی حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ تو ہر وقت سائے کی طرح حضور ﷺ کے ساتھ رہتے تھے۔ آپؐ کے دائیں اور بائیں۔ ایک موقع پر حضرت ابوبکرؓ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضورؐ نے محسوس کیا کہ یہ فاقے سے ہیں۔ انہوں نے حال پوچھا تو حضورؐ نے فرمایا کہ میں بھی کئی دن سے فاقے سے ہوں۔ تھوڑی دیر بعد دیکھا تو حضرت عمرؓ بھی چلے آ رہے ہیں اور ان کی کیفیت بھی وہی تھی۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ چلو فلاں انصاری کے باغ میں جاتے ہیں۔ جب وہ وہاں پہنچے تو ان انصاری صحابی کی تو عید ہو گئی اور مہمان نوازی تو ویسے بھی عربوں کی رگ رگ میں پروئی ہوئی ہے۔ انہوں نے فوراً بٹھایا، ایک جانور ذبح کیا۔ چنانچہ کھانا اور پھل پیش کیے گئے۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے حضرت عمرؓ اور حضرت ابوبکرؓ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ: یہ ہیں وہ نعمتیں جن کے بارے میں اللہ کے ہاں سوال ہوگا"۔

یہ وہ احساس تھا جو نعمتوں کے حوالے سے عطا کرنا اللہ کو مقصود تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی تمام نعمتوں کی صحیح معنی میں قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے دلوں میں ایمان کا سچا نور جاگزیں فرمائے۔ آمین!

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 27 سال ڈپلومہ ہولڈر، گورنمنٹ جاب، قد "5.11' کے لیے دینی مزاج کی حامل پڑھی لکھی، خوب سیرت وصورت لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0334-4336130

☆ بیٹی، عمر 24 سال، قد "5-'5، تعلیم ایم بی اے کے لیے دینی مزاج کے حامل تعلیم یافتہ ترجیحاً ایم بی اے ہم پلہ لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں۔

برائے رابطہ: 0300-8441845
0334-9783834

☆ گورنمنٹ ریٹائرڈ آفیسرز کے لیے 60 سال کے قریب بیوہ، بانجھ کے رشتے درکار ہیں۔ جو کہ شرعی پردہ اور نماز کی پابند ہوں۔ دینی احکام پر عمل کا داعیہ رکھتی ہوں۔

برائے رابطہ: (042)35180297
0321-4967346

☆ بحرین میں مقیم کشمیری نوجوان، عمر 27 سال، تعلیم بی کام کے لیے شرعی پردے کی پابند، خوب سیرت وصورت لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: (042)37445610

☆ دبئی میں مقیم 35 سالہ نوجوان، تعلیم ایم ایس سی کمپیوٹر سائنس کو عقد ثانی کے لیے (پہلی بیوی سے بوجہ علیحدگی) کنواری لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ نوجوان کے ہمراہ 4 سال کا بیٹا بھی ہے۔

برائے رابطہ: 00971525779655

فقر پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق 9

49	زشتیٔ اندیشہ او را خوار کرد	افتراق او را ز خود بیزار کرد
	فکر کے زوال نے اسے ذلیل کردیا ہے	باہمی اختلاف نے اسے اپنے آپ سے بیزار کردیا ہے
50	تا نداند از مقام و منزلش	مُرد ذوقِ انقلاب اندر دلش
	چونکہ وہ اپنے مقام اور منزل کو نہیں جانتا	اس لیے اس کے دل میں انقلاب کا ذوق ختم ہو چکا ہے
51	طبعِ او بے صحبتِ مردِ خبیر	خستہ و افسردہ و حق ناپذیر
	اس کی طبیعت باخبر انسان کی صحبت نہ ملنے کی وجہ سے	بیمار، افسردہ اور حق کو قبول نہ کرنے والی بن گئی ہے
52	بندۂ رد کردۂ مولا ست او	مفلس و قلاش و بے پرواست او
	وہ ایک ایسا غلام ہے جسے اس کے آقا نے ٹھکرادیا ہو	وہ مفلس بھی ہے، قلاش بھی اور لاپرواہ بھی
53	نے بکف مالے کہ سلطانے برد	نے بدل نورے کہ شیطانے برد
	نہ اس کے ہاتھ میں کوئی مال ہے کہ کوئی بادشاہ چھین لے،	نہ اس کے دل میں کوئی نور ہے کہ شیطان لے جائے
54	شیخِ او لُردِ فرنگی را مرید	گرچہ گوید از مقامِ بایزید
	اس کا رہنما فرنگی لارڈ کا مرید ہے	اگرچہ باتیں حضرت بایزیدؒ کے مقام کی کرتا ہے

49۔ اُمت مسلمہ کے ذہین عناصر اور رہنما صحیح فکر کے زوال کا شکار ہیں وہ تاریخ اسلام سے نابلد ہیں جغرافیہ اور حالات حاضرہ سے لاتعلق ہیں دینی فکر جس کا خاکہ قرآن و حدیث میں آیا ہے اس سے طبعی مناسبت نہیں لہٰذا وہ زمانے کے ساتھ چلنے سے قاصر ہیں اور ذلیل و خوار ہیں۔ ان حالات میں ہر مخلص باصلاحیت مسلمان خود حالات کا تجزیہ کر کے اصلاح کے لئے آگے بڑھتا ہے تو افتراق باہمی ہے، باہمی اعتماد کا فقدان ہے، فروعی اختلافات کو بھلا کر مل کر کام کرنے کا جذبہ نہیں ہے۔

50۔ چونکہ حالات کا صغریٰ کبریٰ اور آئندہ کے حالات کے بارے میں احادیث میں آمدہ سچی پیشین گوئیوں سے ناواقف ہے اور ماضی کے تاریخی حالات سے نابلد ہونے کی وجہ سے آج امت مسلمہ کہاں کھڑی ہے، اس کا تعین بھی نہیں کرسکتا لہٰذا امت مسلمہ کے ذہین عناصر اور فعال طبقہ امت کی مستقبل سے بیزار ہے اور اس کے سینہ میں ایمان حقیقی اور فقر کی بنیاد پر اٹھنے والے ذوق انقلاب کا گزر نہیں ہے۔ لہٰذا مسلمان ایک مردہ قوم ہیں یہی وجہ ہے کہ نسلاً بعد نسلٍ غلام ہیں۔

51۔ درویش مسلمان تو اپنے ایمانی جذبات، دینی فکر اور فراست مؤمنانہ ❶ کی وجہ سے حالات سے باخبر ہوتا ہے مگر آج کا مسلمان نوجوان ایسے رہنماؤں کے نہ ہونے کی وجہ سے مریض ذہنیت کا انسان بن گیا ہے اس کی طبیعت بیمار، افسردہ اور حق ناشناس ہوگئی ہے کہ وہ حق کو قبول کرنے سے گریزاں ہیں۔ ❷

52۔ آج کا مسلم نوجوان ایسا غلام ہے جس کو اس کے آقا نے ٹھکرا دیا ہے کہ مسلمان اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور دین سے دوری کی وجہ سے اپنی فسق وفجور کی بنا پر اللہ کا پسندیدہ نہیں رہا۔ آج کا مسلمان دنیاوی اعتبار سے بھی پیچھے ہے وسائل دنیا سے بھی محروم ہے اور افسوس کہ اسے اس صورت حال سے نکلنے کی فکر بھی دامن گیر نہیں ہے۔

وائے ناکامی! متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

53۔ آج کے مسلمان کے پاس (1910ء سے 1930ء تک) نہ مال ہے کہ حکمران حملہ کر کے زیر کرنے کی سعی کرے (اور یہ بیدار ہو جائے) اور نہ اس کے پاس نور ایمان ہے کہ شیطان حملہ آور ہو۔ ایمان ہو ضمیر ہو اور شیطان حملہ آور ہو تو انسان بے اطمینانی کی بنیاد پر توبہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ آج کے مسلمان کو یہ کیفیات بھی میسر نہیں ہیں۔

54۔ آج اُمت کے رہنما فرنگی فکر وتہذیب اور مغربی سیاست کے نامور لوگوں کے بے دام مُرید ہیں اور انہیں سے متاثر ہیں انہیں کے پیچھے چلنے کو سعادت سمجھتے ہیں۔ ان کا لائف سٹائل تک مغربی ہو چکا ہے اگر چہ ان میں سے بعض صوفی منش رہنما دینی لحاظ سے اتنی اونچی باتیں کہتے ہیں کہ جیسے وہ مشہور صوفی بایزید ؒ کا سا مقام رکھتے ہیں۔

❶ ’’مؤمن کی فراست سے بچو، کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے‘‘ (ترمذی، عن ابی سعید الخدری ؓ)

❷ اللہ رکھے تیرے جوانوں کو سلامت
دے ان کو سبق خود شکنی، خود نگری کا
دل توڑ گئی ان کا دو صدیوں کی غلامی
دارو کوئی سوچ ان کی پریشاں نظری کا
اقبال

ٹرمپ نے ایسی حرکتیں جاری رکھیں اور امریکی اداروں نے ان کو نکیل نہ ڈالی تو امریکہ کے زوال کا باقاعدہ آغاز ہو جائے گا۔ اگر سیاسی اور معاشی عدم استحکام رہا تو تمام ایٹمی صلاحیتوں کے باوجود پاکستان خطرے میں ہے۔: ایوب بیگ مرزا

عدالت حافظ سعید کو تمام الزامات سے بری قرار دے چکی ہے اور انڈیا بھی تسلیم کرتا ہے کہ کشمیر کی حالیہ تحریک میں بیرونی ہاتھ ملوث نہیں ہے لیکن اس کے باوجود ہم ان کی نظر بندی کر کے اپنے اوپر خوامخواہ سارے الزامات لے رہے ہیں: ڈاکٹر غلام مرتضیٰ

امریکی صدر اپنے مزموم عزائم کی تکمیل میں!! کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام " زمانہ گواہ ہے " میں نامور دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: آصف حمید

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال : ڈونلڈ ٹرمپ نے جو کہا تھا وہ کر کے دکھانا شروع کر دیا۔ لیکن کیا اس کے ساتھ بھی وہ وہی معاملہ ہو سکتا ہے جیسا کہ ہمارے ہاں ایک نیا آفیسر اپنی پھرتی دکھانے کی کوشش کرتا ہے لیکن آہستہ آہستہ اسے وہاں پہنچا دیا جاتا ہے جہاں وہ دوسروں کی مرضی کا محتاج ہو جاتا ہے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ : اصولی طور پر ہونا تو یہی چاہیے کہ ایک سیاسی پارٹی جس منشور کے تحت الیکشن لڑتی ہے تو اقتدار میں آ کر اس کے مطابق عمل درآمد کو یقینی بنانا چاہیے۔ ترقی یافتہ جمہوریتوں میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ امریکہ میں صدارتی نظام ہے، وہاں صدر اپنی ٹیم خود چنتا ہے اور اپنے وعدوں کو چار سالوں میں پورا کرتا ہے۔ اوباما نے وہاں آٹھ سال حکومت کی اور انہوں نے صحت کے حوالے سے بل بالکل آخر میں جا کر پاس کیا۔ یعنی انہیں اس پر سوچ بچار کرنے اور نافذ کرنے میں آٹھ سال لگ گئے۔ مطلب یہ ہے کہ وہاں پالیسیاں کوئی راتوں رات تبدیل نہیں ہوتیں بلکہ جب وہ حکومت میں آتے ہیں تو پوری صورت حال کو سامنے رکھ کر اپنی ترجیحات مرتب کرتے ہیں کہ کس چیز کو اپنے ایجنڈے کے مطابق پہلے نافذ کرنا ہے اور آخر میں کس کو رکھنا ہے۔ پھر وہ جو ٹیم سلیکٹ کرتے ہیں اس کے مشورے سے پالیسیاں بنتی ہیں اور اس کے بعد وہ اپنا منشور نافذ کرتے ہیں۔ امریکہ کو ہسپانوی باشندے کولمبس نے دریافت کیا۔ امریکہ کی ساری آبادی تارکین وطن پر مشتمل ہے۔ وہاں پوری دنیا سے لوگ گئے ہوئے ہیں اور ان کی ترقی کا راز ایک یہ بھی ہے کہ دنیا کے جو باصلاحیت لوگ ہیں امریکی حکومت ان کا خیر مقدم کرتی ہے اور وہاں انہیں فری ہینڈ ملتا ہے۔ امریکہ ایک فری سوسائٹی ہے۔ لوگوں کو مقابلے کے لیے برابر مواقع ملتے ہیں اور جو بہتر ہوتا ہے وہ آگے نکلتا ہے۔ اس لیے لوگ وہاں پر ہجرت کرتے ہیں۔ ٹرمپ کی اپنی والدہ تارک وطن تھیں، فیس بک کا بانی بھی کہتا ہے کہ میں ایک تارک وطن ہوں۔ بنیادی طور پر وہاں ایک پرورل سوسائٹی ہے جہاں مختلف علاقوں میں مختلف ممالک کے لوگ آباد ہیں، ویسٹرن کوسٹ میں جاپانی اور چینی زیادہ ہیں، ایسٹرن کوسٹ میں یورپین زیادہ آباد ہیں، اسی طرح کہیں جرمن آبادی ہے، کہیں پولینڈ کے لوگ زیادہ آباد ہیں۔ لہٰذا یہ کہنا کہ وہ تارکین وطن پر پابندی لگا دیں گے یہ اتنا آسان نہیں ہے۔ انتخابات میں کامیابی کے بعد حلف اٹھانے تک امریکن صدر کے پاس اڑھائی ماہ ہوتے ہیں، ان میں وہ اپنی ٹیم بنانے کے ساتھ ساتھ یہ حکمت عملی بھی طے کرتا ہے کہ ہم نے جس منشور کے تحت ووٹ لیے ہیں اس کا نفاذ کس طرح کرنا ہے۔ اس کے لیے وہ متعلقہ لوگوں سے مشورہ کرتا ہے۔ مگر ٹرمپ نے آتے ہی سات اسلامی ملکوں کے عوام کے امریکہ میں داخلے پر پابندی لگا دی اور وہ پابندی بھی راتوں رات لگائی گئی۔ یعنی جس دن اُس نے اس بل پر دستخط کیے اسی دن وہ نافذ ہو گیا لیکن لوگ اس وقت جہازوں میں بیٹھے سفر کر رہے تھے، امریکی سفارتخانوں نے ان کو ویزے جاری کیے تھے، یہ سب لوگ اب کہاں جاتے؟ اور پھر یہ فیصلہ اتنا اچانک تھا کہ ان کی اپنی اٹارنی جنرل سیلی ایڈیسن نے کہہ دیا کہ we can't defend this decision، سپریم کورٹ نے بھی فوراً اس فیصلے کے خلاف ایکشن لے لیا۔ اب اس وقت ان کے پاس اٹارنی جنرل بھی نہیں ہے۔ کیونکہ ٹرمپ انتظامیہ کا جو اٹارنی جنرل سلیکٹ ہونا ہے وہ ابھی سینٹ میں زیر سماعت ہے لہٰذا اوباما سرکار کی جو اٹارنی جنرل تھی اسے کہا گیا تھا کہ اس وقت تک تم کام جاری رکھو مگر اس نے ٹرمپ کے بے تکے فیصلے کے خلاف استعفیٰ دے دیا۔ تو ایک افراتفری کی صورت حال ہے جو ٹرمپ نے خود بنائی ہے۔

سوال: کیا یہ فیصلہ جلد بازی میں نہیں کیا گیا؟

ایوب بیگ مرزا : یقیناً یہ سب کچھ بہت جلد بازی میں ہوا ہے اور یہ بڑی لطیفے والی بات ہے کہ جن اسلامی ممالک پر پابندی لگائی گئی ہے ان کا کوئی ایک شہری بھی ایسا نہیں ہے جو امریکہ میں کسی دہشت گردی کے واقعہ میں ملوث رہا ہو جبکہ نائن الیون کے واقعہ میں جن تین ممالک کے لوگ ملوث تھے ان پر پابندی نہیں لگائی۔ مطلب یہ ہے کہ جس بنیاد پر یہ پابندی لگائی گئی حقیقت میں وہ بنیاد ہے ہی نہیں۔ یہ تو ٹرمپ نے شو کیا ہے کہ جو کچھ میں نے اپنی انتخابی مہم کے دوران کہا تھا اس پر عمل درآمد کروں گا۔ اس نے کہا تھا کہ میکسیکو کی سرحد پر دیوار تعمیر کروں گا اور اس کا خرچہ میکسیکو ادا کرے گا جبکہ میکسیکو نے بالکل صاف جواب دے دیا ہے کہ ہم ایک پائی بھی نہیں دیں گے اور میکسیکو کے صدر نے امریکہ کا دورہ بھی منسوخ کر دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ امریکہ ایک ایسی ریاست ہے جس کی پالیسیاں دنیا کے کونے کونے پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ اگر ٹرمپ اس طرح کی حرکتیں کرتے رہے اور امریکی اداروں نے ان کو نکیل نہ ڈالی تو معلوم یہ ہوتا ہے کہ امریکہ کے زوال کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔

سوال: ایک یہ بھی پیشن گوئی تھی کہ امریکہ کا 45واں صدر آخری صدر ہو گا؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ : ابھی اس پر تبصرہ کرنا

قبل از وقت ہے۔ لیکن جس انداز سے یہ چلے ہیں تو کہا جا رہا ہے کہ یہ صدر impeach بھی ہوسکتا ہے۔ وہاں کے ماہر نفسیات نے ٹرمپ کے بارے میں کہا ہے کہ یہ نرگسیت کا شکار ہے۔ یعنی اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے۔ مطلب یہ کہ وہ ایک بزنس مین ہے۔ جس طرح کے پُرخطر فیصلے وہ بزنس میں لیتا رہا ہے اسی طرح کے فیصلے یہ بطور صدر بھی لینا چاہے گا جو کہ صحیح نہیں ہے۔

ایوب بیگ مرزا : عین ممکن ہے کہ یہ سب کچھ ایک اسٹریٹجی کے طور پر ہو رہا ہو۔ آپ نے نوٹ کیا ہوگا کہ حلف اٹھانے کے بعد سے دنیا بھر کے ذرائع ابلاغ کا رُخ ٹرمپ کی طرف ہے جبکہ دوسری طرف اسرائیل مزید بستیاں بسا رہا ہے اور اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دے رہا۔ چونکہ ٹرمپ نے وعدہ کیا ہے کہ میں اسرائیل میں امریکی سفارتخانہ فلسطین میں شفٹ کروں گا تو عین ممکن ہے کہ اسرائیل کے ساتھ مل کر یہ سب ایک پروگرام کے تحت کیا جا رہا ہو اور اسرائیل جب اپنا ٹارگٹ حاصل کر لے گا تو یہ بھی اپنی جگہ پر آ جائے۔

سوال : اس سے پہلے ہر امریکی صدر نے اسرائیل کے مفادات کا تحفظ کیا ہے اور جس نے اسرائیل سے تھوڑا سا بھی اختلاف کیا ہے تو اس کا حشر بھی دنیا نے دیکھا ہے۔ لیکن ٹرمپ جس جارحانہ انداز سے الیکشن جیت کر سامنے آیا ہے تو لگتا یہی ہے کہ اس سے اسرائیل کوئی بڑے بولڈ کام کروانا چاہ رہا ہے۔ آپ کے خیال میں وہ کیا مقاصد ہوسکتے ہیں جو اسرائیل ٹرمپ کے ذریعے پورے کرنا چاہتا ہے؟

ایوب بیگ مرزا : اسرائیل کے عزائم بڑے واضح ہیں۔ جب سوویت یونین کی شکست و ریخت ہو چکی تو کسی نے نیٹو کے سربراہ سے پوچھا کہ اب نیٹو کی کیا ضرورت ہے تو اس نے ہنس کر کہا کہ ابھی ہم نے اسلامی بنیاد پرستی کو ختم کرنا ہے۔ تو درحقیقت یہ اسی طرف پیش رفت ہے کہ سب اسلامی ممالک ٹارگٹ کر لیے گئے ہیں اور اگر مسلم ممالک امریکہ کے ساتھ یہ سوچ کر نرم رویہ اختیار کریں گے تاکہ امریکہ بھی ان کے ساتھ نرم رویہ اختیار کرے تو یہ ان کی بھول اور غلط فہمی ہے۔ جو جتنا پیچھے ہٹے گا امریکہ اتنا ہی آگے بڑھے گا اور اس کو دیوار سے لگائے گا۔ ہنری کسنجر نے کہا تھا کہ امریکہ کی دشمنی اتنی خطرناک نہیں ہوتی جتنی اس کی دوستی خطرناک ثابت ہوتی ہے۔ تو یہ ساری باتیں بڑی واضح ہو رہی ہیں۔

سوال : ایک شوشہ یہ بھی سامنے آیا ہے کہ امریکہ کا مطالبہ ہے کہ سعودی عرب نائن الیون کے متاثرین کو معاوضہ ادا کرے۔ تو کیا اس شوشے کو آگے بڑھاتے ہوئے اب امریکہ سعودی عرب میں بھی افراتفری پیدا کرے گا؟ کیونکہ احادیث میں بھی آیا ہے کہ دجال مدینہ کے دروازے تک پہنچے گا؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ : گریٹر اسرائیل کا جو نقشہ یہودیوں نے بنا رکھا ہے اس میں سعودی عرب کا شمالی علاقہ شامل ہے۔

ایوب بیگ مرزا : جبکہ احادیث کے پیش نظر دجال مدینہ کے دروازے تک ضرور پہنچے گا مگر داخل نہیں ہو سکے گا۔

سوال : اسلامی بنیاد پرستی کو ختم کرنے کے بہانے سات مسلم ممالک پر پابندی لگا دی اور میکسیکو کے ساتھ دیوار بھی کھینچ رہا ہے، کیا ٹرمپ کے یہ اقدامات کافی ہوں گے یا مزید کوئی ملک بھی زیرِ عتاب آئے گا؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ : سات ممالک میں سے تین ملک (لیبیا، شام اور عراق) تو وہ ہیں جن میں جو بھی افراتفری ہے وہ سب امریکہ کا کیا دھرا ہے۔ یہ بات یورپین خود بھی مانتے ہیں۔ ٹونی بلیئر نے مانا کہ داعش کا ہوا مغرب نے کھڑا کیا ہے۔ اسی طرح اب CIA کے اس ریٹائرڈ آفیسر نے ایک کتاب لکھی ہے جس نے صدام حسین سے آخری لمحات میں تفتیش کی تھی اس نے لکھا ہے کہ صدام نے کہا تھا کہ "تم دیکھو گے کہ اس علاقے کو میں نے ہی کنٹرول کیا تھا، تم اس علاقے کو کنٹرول نہیں کر سکو گے" یعنی یہ علاقے تمہارے کنٹرول سے نکل جائے گا۔

> جب سوویت یونین کی شکست و ریخت ہو چکی تو کسی نے نیٹو کے سربراہ سے پوچھا کہ اب نیٹو کی کیا ضرورت ہے تو اس نے ہنس کر کہا: "ابھی ہم نے اسلامی بنیاد پرستی کو ختم کرنا ہے"۔

ایوب بیگ مرزا : ان کے اقدامات دیکھئے کس عجیب نوعیت کے ہیں۔ نائن الیون کی بنیاد پر یہ سارا کچھ ہو رہا ہے اور نائن الیون کی بنیاد پر ہی انہوں نے دنیا میں تباہی مچائی۔ اسی بنیاد پر افغانستان پر حملہ کیا لیکن اب ان سات ممالک کی فہرست میں افغانستان شامل ہی نہیں ہے جن کے شہریوں پر امریکہ میں داخلے پر پابندی لگائی گئی ہے۔ حالانکہ افغانستان میں طالبان اس وقت زیادہ مضبوط پوزیشن میں ہیں۔ اس میں تمام مسلمان ممالک کے لیے ایک سبق ہے کہ جو امریکہ کے سامنے بچھتا چلا جائے گا اس کو امریکہ مزید ذلیل خوار کر کے مارے گا اور جو امریکہ کے سامنے ڈٹ کر کھڑا ہو جائے گا اس پر امریکہ حملہ ضرور کرے گا مگر اس کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکے گا جیسے افغان طالبان کا کچھ نہیں بگاڑ سکا۔

سوال : حکومت پاکستان کے حافظ سعید کو نظر بند کرنے کے فیصلے کو آپ کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا : سیدھی سی بات ہے کہ ہم ایک کمزور ملک ہیں۔ ہم دوسروں سے لے کر کھاتے ہیں، ہم مقروض ہیں، ہماری سٹینڈنگ نہیں ہے۔ لہٰذا ہم ٹرمپ کے بیانات ہی سے اتنے خوفزدہ ہوگئے کہ بغیر سوچے سمجھے ایسا قدم اٹھالیا۔ یہ مطالبہ ایک عرصے سے انڈیا کی طرف سے آ رہا تھا اور امریکہ اس کی پشت پناہی کر رہا تھا۔ لیکن اب ٹرمپ کے تیور دیکھ کر ہی انہوں نے فیصلہ کر لیا کہ اس سے پہلے کہ ٹرمپ آرڈر کرے ہم خود ہی حافظ سعید کو نظر بند کر کے اس کی خوشنودی حاصل کر لیں۔ حالانکہ بڑی سیدھی سی بات تھی کہ ملک کی اعلیٰ عدالت نے ان کو ان تمام مقدمات سے باعزت بری کر دیا تھا لیکن اب کوئی نیا الزام عائد کیے بغیر انہیں نظر بند کر دیا گیا ہے۔

سوال : کیا یہ امریکہ کو خوش کرنے کے لیے کیا گیا ہے یا بھارت کو؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ : جماعۃ الدعوۃ نے پاکستان میں کوئی غلط کام نہیں کیا بلکہ انہوں نے بہت اچھے فلاحی کام کیے ہیں۔ جن کی تعریف جنرل مشرف نے بھی کی تھی اور امریکی ایجنسیوں نے بھی۔ لیکن ان کو ہماری کشمیر پالیسی سے لنک کیا جا رہا ہے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہماری حکومت نے کشمیر پالیسی پر یوٹرن لے لیا ہے؟ کشمیر میں حالیہ جو تحریک اُٹھی ہے وہ بالکل وہاں کی مقامی ہے، اس بات کو پوری دنیا سمیت بھارت بھی مانتا ہے کہ اس میں کسی کا بیرونی ہاتھ نہیں ہے اور نہ ہی جماعۃ الدعوۃ ملوث ہے۔ لیکن چونکہ اس وقت امریکہ اور انڈیا ایک ہی پیج پر ہیں تو لہٰذا حافظ سعید کو ہم نے انڈیا کے پریشر میں نظر بند کیا یا امریکہ کے پریشر میں بات ایک ہی ہے کہ ہم نے پیشگی بچاؤ کے لیے اس وقت یہ قدم اٹھایا جب امریکہ نے سات اسلامی ممالک پر پابندی لگا دی۔ حالانکہ یہاں ضرب عضب آپریشن کی عالمی سطح پر تعریفیں ہوئیں کہ پاکستان نے دہشت گردی کو کنٹرول کیا اور کہیں بھی دہشت گردی ایکسپورٹ نہیں کر رہا۔ لیکن اس طرح کے اقدامات کر کے ہم خود ہی خوامخواہ کے الزامات اپنے اوپر لے لیے ہیں۔

ایوب بیگ مرزا : جب انڈیا میں پٹھانکوٹ ایئربیس پر حملہ ہوا تھا تو پاکستان نے سول و عسکری ماہرین پر مشتمل جو ٹیم تحقیقات کے لیے وہاں بھیجی تھی اس نے واپس آ کر رپورٹ

دی کہ انڈیا نے ہمیں کچھ دکھایا ہی نہیں۔ اس لیے کہ کہیں بھید نہ کھل جائے اور اس ٹیم نے اس واقعہ کو ''ان سائیڈ جاب'' قرار دیا تھا۔ لیکن ہماری حکومت کی بوکھلاہٹ کا اندازہ کیجئے کہ اس کے باوجود ہماری حکومت نے گجرانوالہ میں نامعلوم افراد کے خلاف ایف آئی آر کاٹ دی تھی۔ اس کا مقصد یہ ثابت کرنے کے سوا اور کیا تھا کہ ہم ہی مجرم ہیں؟ یہ ہماری پسپائی کا حال ہے۔

سوال :شاید پاکستان انڈیا کے ساتھ مقابلے کی پوزیشن میں نہ آنا چاہ رہا اس لیے اس نے حافظ سعید کو نظر بند کیا تا کہ پُرامن طور پر معاملہ ٹال دیا جائے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ :ہمارے ہاں جو دہشت گردی ہوئی اس کے حوالے سے واضح رپورٹس ہیں کہ کراچی کے حالات ، بدامنی ، ٹارگٹ کلنگ اور بلوچستان کے حالات خراب کرنے میں انڈیا کا ہاتھ ہے۔ انڈیا کا سرونگ آفیسر کلبھوشن یادیو یہاں باقاعدہ کارروائیاں کرتا ہوا پکڑا گیا۔

ایوب بیگ مرزا :اگر پاکستان کا کوئی سرونگ میجر یا اس رینک کا کوئی بندہ انڈیا میں پکڑا گیا ہوتا تو کسی نے بالکل ٹھیک کہا تھا کہ نریندر مودی اس کو ایک پنجرے میں بند کر کے ہر وقت اپنے ساتھ لیے پوری دنیا میں پھرتا اور دنیا کو پکار پکار کر دکھاتا کہ یہ ہے وہ پاکستانی دہشت گرد جو ہم نے پکڑا ہے۔ لیکن دوسری طرف ہمارا حال یہ ہے کہ ہم ابھی تک اقوام متحدہ میں شواہد ہی نہیں پہنچا سکے۔

سوال :کیا انڈیا حافظ سعید کے ملوث ہونے کے شواہد دیتا ہے؟

ایوب بیگ مرزا :انڈیا نے جتنے بھی شواہد پیش کیے ان کو دیکھتے ہوئے ہی ہماری عدالت نے حافظ سعید کو بری قرار دیا تھا۔ کتنے پاگل ہوں گے وہ لوگ جو بمبئی حملہ میں پاکستانی اشیاء اپنے ساتھ لے کر گئے تا کہ ثابت ہو سکے کہ اس میں پاکستان ملوث تھا؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ :اس معاملے کا ایک دوسرا پہلو بھی مدنظر رکھنا چاہیے کہ بعض اوقات حفاظتی نقطۂ نظر سے بھی ایسا کیا جا سکتا ہے۔ ہماری حکومت نے حافظ سعید کو نظر بند ہی نہیں کیا بلکہ ان کی سکیورٹی بھی بڑھا دی ہے اور آئی ایس پی آر نے بھی یہی کہا ہے کہ ایسا ریاستی اور ملکی مفاد میں کیا گیا ہے۔ تو ہو سکتا ہے کہ کوئی ایسی اطلاعات ہوں کہ انڈیا یا کوئی اور ملک دہشت گردی کی طرز پر کوئی سرجیکل سٹرائیک کرنا چاہ رہا ہو جیسا کہ انڈیا سرجیکل سٹرائیک کرنے کے موڈ میں ہے۔ یعنی وہ تلا بیٹھا ہے کہ نمبر گیم بنانے کے لیے پاکستان میں جا کر کوئی ایکشن کردے۔

ایوب بیگ مرزا :ہم ہر وقت کشمیر کشمیر کرتے ہیں لیکن کشمیر کمیٹی کا جسے چیئرمین بنایا ہوا ہے اس کو یہ عہدہ محض سیاسی رشوت کے طور پر دیا ہوا ہے۔ حریت رہنما علی گیلانی بھی یہی کہہ رہے ہیں کہ کشمیر کے حوالے سے پاکستان کی سنجیدگی کا پتا اس وقت چلے گا جب وہ مولانا فضل الرحمان کو کشمیر کمیٹی کی چیئرمین شپ کے عہدے سے فارغ کردے گا۔ اس سے اندازہ ہو سکتا کہ کشمیریوں کا ہم پر اعتماد کا کیا حال ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے ہاں جو حکومتی یا اپوزیشن ارکان ہیں ان کی سوچ کا دائرہ صرف ذاتی مفادات اور کرسی اقتدار تک محدود ہے اور اس دائرے میں کشمیر کا مسئلہ کہاں آ سکتا ہے۔

سوال :یہ بھی بہت معنی خیز بات ہے کہ ڈونلڈ ٹرمپ نے نریندر مودی کو دورے کی دعوت دی ہے۔ بھارت کو اٹھانے کا مقصد بمقابلہ چائنہ ہے یا بمقابلہ پاکستان؟

ایوب بیگ مرزا :یہ کہا گیا ہے اور بالکل درست کہا گیا ہے کہ امریکہ اور بھارت فطری دوست ہیں۔ پاکستان امریکہ کا فطری دوست کبھی ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جب تک امریکہ کا پاکستان کے ساتھ مفاد وابستہ رہا وہ پاکستان کو اسلحہ وغیرہ دیتا رہا لیکن جونہی مفاد ختم ہوا تو پاکستان سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔ لیکن اسلام دشمنی کی بنیاد پر بھارت امریکہ کا فطری دوست ہے اور اس کی ایک وجہ مسلمانوں کی ہاتھوں ہندوؤں کی ایک ہزار سالہ غلامی کا ردعمل بھی ہے۔

> صدام نے CIA کے تفتیشی افسر سے کہا تھا کہ ''تم دیکھو گے کہ اس علاقے کو میں نے ہی کنٹرول کیا تھا تم اس علاقے کو کنٹرول نہیں کر سکو گے''

سوال :انڈیا کے جتنے اچھے تعلقات مڈل ایسٹ میں ہیں ان کے مطابق تو ہم انڈیا کو اسلام دشمن نہیں کہہ سکتے؟

ایوب بیگ مرزا :پہلے انڈیا کے مڈل ایسٹ سے تعلقات تھے ہی نہیں، یہ چند سالوں میں بنے ہیں اور مودی کا وہاں کا دورہ 35 سال بعد کسی انڈین سربراہ کا دورہ ہے۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ :اس کے کچھ زمینی حقائق بھی ہیں مثلاً انڈیا اس وقت ایک بہت بڑی مارکیٹ ہے اور معاشی لحاظ سے بھی ایک مضبوط ملک بن گیا ہے۔ ہم تو قرضوں کی دلدل میں اس حد تک پھنس چکے ہیں کہ اب قرضے لے کر بھی گزارا نہیں ہو رہا اور اب پٹرول کی قیمتیں بڑھا کر گزارہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مجھے غالب کا شعر یاد آ رہا ہے کہ

قرض کی پیتے تھے مے لیکن سمجھتے تھے کہ ہاں
رنگ لاوے گی ہماری فاقہ مستی ایک دن

لہٰذا ہماری یہ فاقہ مستی اب رنگ لا رہی ہے۔ ہم نے شروع سے ہی قرضے لے کر گزارہ کیا ہے۔ سوائے ضیاء الحق کے زمانے میں جب امریکہ کا یہاں مفاد تھا۔ امریکہ کی پالیسی پاکستان کے ساتھ stick and creat treatment رہی ہے۔ اس زمانے میں انہوں نے creat سے کام چلایا اور مشرف کے زمانے میں سٹک سے کام چلایا اور اب لگتا ہے کہ creat بھی ختم ہو گئی ہے اور خالی سٹک ہی رہ گئی ہے۔ لیکن انڈیا کے ساتھ امریکہ کی دوستی ہمیشہ سے فطری رہی ہے۔ قرآن مجید بھی یہی کہتا ہے کہ مشرک اور یہود کبھی مسلمانوں کے دوست نہیں ہو سکتے۔ مغرب کی رگ جاں تو پنجۂ یہود میں ہے جبکہ ہمارے مشرقی بارڈر پر انڈیا بیٹھا ہوا ہے۔

سوال :انڈیا کے مڈل ایسٹ کے ساتھ تعلقات کی وجہ گوادر تو نہیں ہے؟

ایوب بیگ مرزا :یقیناً اس کی ایک وجہ گوادر بھی ہے کیونکہ گوادر کے پورٹ بننے سے دوبئی پر بہت زیادہ ضرب پڑتی ہے یا پڑے گی لہٰذا معاشی مفادات کا تحفظ تو فطری ہے اور آپ کو معلوم ہے کہ آج کے دور میں تو تمام بنیادیں معاشی حوالے سے ترتیب پاتی ہیں۔ آج امریکہ چائنہ کا محاصرہ صرف اسی بنیاد پر کر رہا ہے کیونکہ چائنہ معاشی طور پر بہت ترقی کر رہا ہے۔ لہٰذا یہی وجہ ہے کہ جب مڈل ایسٹ کے ممالک نے محسوس کیا کہ گوادر کی وجہ سے ان کی معیشت پر ضرب پڑے گی تو وہ پاکستان سے پیچھے ہٹ گئے اور جو ملک بھی پاکستان سے پیچھے ہٹے گا وہ انڈیا کے قریب ہو جائے گا۔

سوال :انڈیا اور امریکہ کے اس فطری قرب کے پاکستان کی سالمیت پر اثرات مرتب ہوتے نظر آ رہے ہیں۔ کیا اس سے سی پیک بھی متاثر ہوگا؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ :امریکہ کی پچھلی حکومت کا بھی پاکستان پر سی پیک کے حوالے سے بہت پریشر تھا۔ بہرحال سی پیک ایک حقیقت ہے اور گوادر کی پورٹ آپریٹ ہو گئی ہے۔ جس کی وجہ سے خلیجی ریاستوں کو تو خطرہ محسوس ہوا ہی ہے لیکن بعض دوسرے ممالک اس کا حصہ بھی بننا چاہتے ہیں۔ اس لیے پاکستان سی پیک کے حوالے سے ایک پریشر محسوس کر رہا ہے۔ لیکن پاکستان کی جو جیو پولیٹیکل صورت حال کو کوئی بھی ملک نظرانداز نہیں کر سکتا۔

سوال :ٹرمپ اور مودی دونوں بڑی شدت پسند شخصیات

ہیں۔ کیا ان کے قرب سے پاکستان کے نیوکلیئر پروگرام کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: میرے خیال میں انڈیا اور امریکہ کا تعلق بڑا پرانا اور بہت مضبوط ہے۔ البتہ پہلے یہ صرف اندرونی طور پر تھا، ظاہراً نہیں تھا لیکن اب ٹرمپ اور مودی کی شخصیتوں کی وجہ سے یہ اندرونی تعلق کھل کر سامنے آ گیا ہے۔ لہٰذا اس بات کا شدید خطرہ ہے کہ دونوں مل کر پاکستان کی ایٹمی صلاحیت کو نقصان پہنچانے کے لیے کوئی سازش کر سکتے ہیں۔ جبکہ دوسرا پہلو یہ ہے کہ تاریخ کہتی ہے کہ امریکہ جس کا بھی دوست بنا ہے اس کا بیڑا غرق ہی ہوا ہے۔ چاہے وہ پاکستان ہو، سعودی عرب ہو یا کوئی بھی ہو ضروری نہیں وہ مسلمان ملک ہی ہو، جو بھی اس کا دوست بنا ہے اس کا بیڑا غرق ہوا ہے۔

سوال: ٹرمپ اور مودی کے اشتراک سے جو لہر آنے والی ہے اس کا مقابلہ ہم کیسے کر سکتے ہیں؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: فی الحال تو ہماری ایک مستحکم گورنمنٹ ہونی چاہیے جس کا فوکس بین الاقوامی تعلقات پر ہو۔

سوال: ہماری افواج مقابلے کی پوری اہلیت رکھتی ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: پاکستان کی افواج کی اہلیت کو تو دنیا تسلیم کرتی ہے۔ دنیا کے جتنے بھی سروے ہوتے ہیں ان میں اس کی ایک حیثیت ہے۔ پاکستان ایک ایٹمی قوت بھی ہے لیکن آپ نے دیکھا ہوگا کہ ایٹمی قوت کے حوالے سے سوویت یونین ہم سے کتنا آگے تھا۔ لیکن معاشی تباہی کی وجہ سے وہ شکست و ریخت کا شکار ہو گیا۔ پاکستان میں بھی اگر سیاسی اور معاشی عدم استحکام رہا تو تمام ایٹمی صلاحیتوں کے باوجود پاکستان خطرے میں ہے۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: دنیا میں دو ہی نظریاتی ریاستیں ہیں۔ ایک پاکستان اور دوسرا اسرائیل۔ اگرچہ اسرائیل کو ایک نسلی ریاست کہا جاتا ہے لیکن چونکہ یہودی نسل کی بنیاد یہودی مذہب پر ہی ہے لہٰذا دونوں لحاظ سے بات ایک ہی ہے۔ چنانچہ پاکستان ایک نظریاتی ریاست ہے اور اس کی افواج کی اب تک یکجہتی اور سالمیت برقرار ہے۔ اب تک جتنی بھی جنگیں ہم نے لڑی ہیں ان میں ہمیں عسکری نوعیت کی شکست کبھی نہیں ہوئی، جب بھی شکست ہوئی ہے ڈپلومیٹک ہوئی ہے۔ 65ء میں بھی یہی ہوا اور 71ء میں بھی یہی ہوا۔ داخلی اور خارجی سکیورٹی کے حوالے سے ہماری فوج کی تعریف دنیا کرتی ہے۔ البتہ فوج کے خلاف سازشیں وغیرہ ہوتی رہتی ہیں۔ ہماری فوج جہاد فی سبیل اللہ کا لفظ استعمال کرتی ہے اور فوج کے ٹروپس نظریاتی طور پر مضبوط ہیں۔ اسی طرح نیوکلیئر صلاحیت بھی اسے حاصل ہے لہٰذا پاکستان کے ساتھ دو بدو جنگ اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک ہمارے پاس ایٹمی ہتھیار موجود ہیں۔ اس لیے پاکستان کے ایٹمی صلاحیت کے خلاف سازشیں ہوتی رہتی ہیں اور اس کے لیے بھی فوج نے ایک اسٹریٹجی کمانڈ بنائی ہوئی ہے۔ خطرہ تو ہے لیکن فوری طور پر اس طرح کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔ ❁

> قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

بقیہ: گوشۂ تربیت

''تم میں سے ہر شخص ذمہ دار ہے، ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں باز پرس ہوگی''۔

ایک روایت میں ہے۔ ''جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے کسی رعایا کا نگران بنایا پھر اس نے اس کی خیر خواہی کا خیال نہ رکھا ،اللہ اس پر جنت کو حرام کر دے گا''۔ (بخاری جلد 2) ایک روایت میں ہے۔ ''جو نگران اپنے ماتحتوں سے خیانت کرے ،وہ جہنم میں جائے گا''۔ (مسند احمد)

ایک روایت میں ہے۔ ''جو آدمی دس آدمیوں پر بھی نگران بنا دیا گیا، قیامت کے دن اس طرح پیش کیا جائے گا کہ اس کے ہاتھ گردن پر بندھے ہوں گے پھر اس کا عدل اسے چھڑائے گا یا اس کا ظلم اسے عذاب شدید میں ڈال دے گا''۔ (السنن الکبریٰ بیہقی)

احساس جوابدہی کا یہی وہ محرک تھا جس نے صحابہ کرامؓ کو ذمہ دار شخصیت بنا دیا، جو دنیا والوں کے لیے نمونہ بنے۔ پھر دنیا نے آپ ﷺ کے تربیت یافتہ خلفائے راشدین کا دور بھی دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب امیر بنے تو ان کے احساس ذمہ داری کا یہ عالم تھا کہ وہ رعایا کے احوال سے نہ صرف باخبر رہتے تھے بلکہ ان کی ضروریات پوری کرنے کے لیے خود پیٹھ پر غلے کا بوجھ اٹھا لیتے تھے۔ کیونکہ انھوں نے اپنے قائد سرورِ عالمؐ کو بدست خود خندق کھودتے دیکھا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں ایک باغ میں گیا وہاں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہہ رہے ہیں:

''عمر......خطاب کا بیٹا......امیر المومنین کا منصب...... واہ کیا خوب......اے عمر اللہ سے ڈر، وگرنہ تجھے سخت عذاب ہوگا''۔ (تاریخ الخلفاء 102)

❁❁❁

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ ''3/B پروفیسرز ہاؤسنگ سوسائٹی، شکارپور روڈ، سکھر'' میں

امراء و نقباء تربیتی و مشاورتی اجتماع

24 تا 26 فروری 2017ء (بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ امراء و نقباء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0300-9367442 / 071-5807281

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: (042)36316638-36366638

تبدیلیٔ تاریخ

''مسجد جامع القرآن گلشن سحر قاسم آباد حیدر آباد'' میں

17 تا 19 فروری 2017ء کو منعقد ہونے والا

امراء و نقباء تربیتی و مشاورتی اجتماع

اب 6 تا 8 اکتوبر 2017ء (بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

کو منعقد ہوگا۔ ان شاء اللہ

برائے رابطہ: 0333-2717617 / 022-2106187

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: (042)36316638-36366638

قساوتِ قلبی

عدل وانصاف کا فقدان، فرقہ واریت کا جنون، ظالم حکمرانوں کا تسلط، کفار اور مشرکین کا استیلاء، مہنگائی کا طوفان، گھر گھر میں لڑائی جھگڑے قساوتِ قلبی کی مختلف صورتیں ہیں

مولانا اسلم رحمۃ اللہ علیہ

قساوت کا معنی ہے دل کا سخت اور حق کی اتباع سے دور ہو جانا۔ جاحظ رحمہ اللہ نے قساوت کا مطلب یہ بھی بیان کیا ہے کہ دوسروں کو تکلیف اور پریشانی میں دیکھ کر متاثر نہ ہونا اور اسے معمولی بات سمجھنا۔ (تہذیب الاخلاق: 30)

☆ جمودِ عین...... خوف خدا کی وجہ سے آنکھوں سے آنسو نہ بہیں، آنکھیں خشک ہو کر رہ جائیں۔

☆ صلابتِ قلب...... دل سخت ہو جائیں اور ان میں رقت اور نرمی باقی نہ رہے۔

☆ طولِ امل...... لمبی امیدیں اور پروگرام۔

☆ حرصِ دنیا...... دنیا کا کمانا ضرورت کی بناء پر نہ ہو بلکہ محض حرص وہوس اس کی بنیاد ہو۔

آج ہم امت کی اکثریت میں یہ چاروں نشانیاں دیکھ رہے ہیں، وہ امت جس کی آہ وبکا سے مسجدوں کے گوشے اور خلوت گاہیں گونجا کرتی تھیں۔ آخرِ شب میں صرف شبنم ہی گلوں کا منہ نہیں دھلایا کرتی تھی، چشم مسلم سے گرنے والے اشک ہائے ندامت بھی چمنستان قلب کو معطر کیا کرتے تھے۔ اس امت کا حال یہ ہے کہ ہزاروں مسلمانوں سے بھری ہوئی مسجد میں شاید ہی اللہ تعالیٰ کا کوئی ایسا بندہ دکھائی دے جو بارگاہ عالی میں آنسوؤں کا نذرانہ پیش کرے حالانکہ یہ وہ نذرانہ ہے جو کبھی ٹھکرایا نہیں جاتا...... یہی حال بقیہ تین نشانیوں کا ہے کہ وہ مسلمانوں کی اکثریت میں بتمامہ پائی جاتی ہیں، دل ایسے سخت ہو گئے ہیں کہ نہ قرآنی آیات سے متاثر ہوتے ہیں، نہ احادیثِ نبویہ سے۔

ہماری آنکھوں کے سامنے روزانہ جنازے اٹھتے ہیں بلکہ ہمیں انہیں کندھا دینے کی ''سعادت'' بھی حاصل ہوتی ہے مگر اپنی قبر یاد نہیں آتی، ذکر ودعا اور نماز میں نہ جسم کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں نہ دل میں رقت پیدا ہوتی ہے۔ بھری مسجد میں شاید ہی کوئی خشوع اور خضوع کے ساتھ نماز پڑھنے والا دکھائی دے۔ ہم درد والم میں مبتلا امت کو دیکھتے ہیں مگر اس کا درد اپنے سینے میں محسوس نہیں کرتے۔

طولِ امل کا حال یہ ہے کہ ہمارے اکثر بھائی بہنوں نے ایسے لمبے منصوبے اور پروگرام بنا رکھے ہیں کہ اگر انہیں عمر نوح بھی مل جائے تو منصوبوں کی تکمیل سے پہلے ختم ہو جائے، حرصِ دنیا کا بھی یہی حال ہے، شاید ہی کوئی سعادت منداس سے پاک ہو ورنہ جدھر نگاہ اٹھائیں حرص و ہوس کا جادو سر چڑھ کر بول رہا ہے، اس بیماری نے ذلت اٹھانا، حرام کمانا اور ایک دوسرے کا خون بہانا آسان کر دیا ہے۔

غرضیکہ قساوتِ قلبی کی چاروں علامات ہمارے اندر پائی جاتی ہیں۔ یہ قساوت کوئی معمولی بیماری نہیں، یہود میں یہی بیماری پیدا ہو گئی تھی، انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نشانیاں کھلی آنکھوں سے دیکھیں، نعمتوں کی موسلادھار بارش ان پر برستی رہی لیکن نہ شکر کی توفیق ملی نہ عبادت اور عبودیت کی، نتیجہ یہ نکلا کہ ان کے دل پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہو گئے۔ سورۂ بقرہ 74 میں ہے: ''پس وہ پتھروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ سخت، بعض پتھر ایسے ہوتے ہیں جن سے چشمے پھوٹ پڑتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو پھٹتے ہیں تو ان سے پانی نکل آتا ہے اور بعض ایسے ہیں جو اللہ کے خوف سے گر پڑتے ہیں۔''

یہود کے سامنے پتھروں کے پھٹنے، ان سے چشمے بہنے اور خوف خدا سے گرنے کی جو کیفیات ذکر کی گئیں تو ان کے لیے ان ساری حالتوں کا سمجھنا بہت آسان تھا۔ اس لیے کہ وہ اپنی آنکھوں سے اس پتھر کو بھی دیکھ چکے تھے جس سے بارہ چشمے پھوٹ پڑے تھے اور اس پہاڑ کا بھی نظارہ کر چکے تھے جس پر تجلی الٰہی پڑی تھی تو وہ ریزہ ریزہ ہو گیا تھا۔

اہلِ علم کہتے ہیں کہ تین قسم کے پتھروں کا ذکر فرما کر سمجھایا گیا ہے کہ جو لوگ کتاب اور علم کتاب کے حامل ہوں، ان کا حال یہ ہونا چاہیے کہ دور دور کے لوگ ان سے استفادہ کریں، اگر ایسا ممکن نہ ہو تو قرب وجوار والے تو ضرور مستفید ہوں، اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو کم از کم صاحب علم کی اپنی زندگی میں تو علم کا اثر ضرور دکھائی دینا چاہیے لیکن جب کثرتِ گناہ کی وجہ سے دلوں پر قساوت چھا جائے تو پھر ان میں سے کوئی صورت بھی روبعمل نہیں آتی۔

دل کی قساوت کتنی بڑی شقاوت اور غضب الٰہی ہے؟ اس کا اندازہ ترمذی کی اس روایت سے ہوتا ہے جو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ذکر اللہ کے علاوہ زیادہ کلام نہ کیا کرو کیونکہ ذکر اللہ کے علاوہ کثرتِ کلام دل کی قساوت کا سبب ہے اور انسانوں میں اللہ سے سب سے زیادہ دور وہ شخص ہے جس کا دل سخت ہو۔'' (ترمذی: 2411)

عام لوگ آسمان سے پتھر برسنے، زمین سے چشمے ابلنے اور شکلوں کے مسخ ہونے ہی کو اللہ تعالیٰ کا عذاب کہتے ہیں حالانکہ عذابِ الٰہی کی بے شمار صورتیں ہیں:

یہ عدل وانصاف کا فقدان، یہ فرقہ واریت کا جنون، یہ ظالم حکمرانوں کا تسلط، یہ کفار اور مشرکین کا استیلاء، یہ مہنگائی کا طوفان، یہ گھر گھر میں لڑائی جھگڑے، یہ دلوں کی قساوت اور سختی عذاب ہی کی مختلف صورتیں ہیں، بنی اسرائیل نے جب اللہ تعالیٰ سے کیے گئے وعدوں کا لحاظ نہ کیا اور عہد شکنی کو انہوں نے اپنی عادت بنا لیا تو ان پر عذاب کی دوسری صورتوں کے علاوہ قساوتِ قلبی کا عذاب بھی نازل کیا گیا تھا، سورۂ مائدہ میں ہے: ''بنی اسرائیل کی عہد شکنی کی وجہ سے ہم نے ان پر لعنت کی اور ان کے دلوں کو سخت کر دیا۔'' (سورۃ المائدہ: 13)

ہم میں سے ہر ایک کو اپنا اپنا جائزہ لینا چاہیے کہ کہیں ہم بھی تو قساوتِ قلبی کی بیماری میں مبتلا نہیں ہو گئے؟ اگر خدانخواستہ ایسا ہے تو ہمیں اس بیماری کے علاج پر سنجیدگی سے توجہ دینی چاہیے، قرآن کریم کی تلاوت، موت کو یاد کرنا اور ذکر اللہ کی کثرت قساوت کا بہترین علاج ہیں۔

مسند احمد کی ایک حدیث میں خود نبی کریم ﷺ نے دل کی سختی کا علاج بتلایا ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اپنی قساوتِ قلبی کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: ''اگر تم اپنے دل کو نرم کرنا چاہتے ہو تو مسکین کو کھانا کھلاؤ اور یتیم کے سر پر ہاتھ رکھو!'' (مسند احمد)

ظاہر ہے قساوت کا علاج صرف ان دو اعمال میں منحصر نہیں بلکہ علاج تو اور بھی ہیں مگر ممکن ہے جن صاحب سے سوال کیا تھا ان کے حال کے مناسب یہی علاج ہو اس لیے کہ ہمارے آقا ﷺ حکیم بھی تھے اور مزاج شناس بھی تھے، نفسیات پر بھی آپ کی نظر خوب گہری تھی، اس لیے ہر شخص کو اس کے حالات کے مطابق جواب عنایت فرماتے تھے۔ اس ساری بحث سے ثابت ہوا کہ:

☆ قساوت دل کی نرمی، رحمت اور خشوع کو ختم کر دیتی ہے۔

☆ قساوت والا انسان اللہ تعالیٰ سے بھی دور ہوتا ہے اور انسانوں سے بھی۔

☆ قساوت نعمتوں سے محروم کر دیتی ہے اور انسان کو غضب کا مستحق بنا دیتی ہے۔ (نضرۃ النعیم: 5328/1)

❁❁❁

قائد کون؟

ڈاکٹر سید عزیز الرحمٰن

قیادت ایثار اور قربانی کا نام ہے۔ ہم مصنوعی قیادتیں دیکھ کر قیادت کا تصور ہی بھلا بیٹھے ہیں۔ لوگوں کا اعتماد اور اپنے مشن پر گرفت قربانی اور ایثار کے بغیر ممکن نہیں۔ یہ قربانی مختلف نوع کی ہوتی ہے۔

دنیائے انسانیت کے سب سے سچے اور حقیقی قائد نبی آخر الزمان ﷺ کی حیات مبارکہ سے جہاں ہم حیات انسانی کے دوسرے بہت سے بلکہ بے شمار پہلوؤں پر ہدایات اور راہ نمائی حاصل کر سکتے ہیں، وہیں قیادت کے بارے میں بھی ہمیں بہت کچھ میسر آ سکتا ہے۔

سفر غزوۂ بدر کا واقعہ ہے، سب جانتے ہیں کہ بے سروسامانی کا عالم ہے۔ ایسے عالم میں جب وسائل کی کمی ہو، اور استعمال کرنے والے ہاتھ زیادہ ہوں تو قربانی ہمیشہ قیادت کے پیچھے چلنے والے افراد ہی دیتے ہیں، اور مساوات کا عملی مظاہرہ بھی ان ہی کے لیے ہوتا ہے۔ قیادت اپنے رفقاء کے ہم راہ ان ذمے داریوں سے مبرا اور ماورا ہوتی ہے۔ مگر یہاں سچے قائد ﷺ کا عمل مبارک ملاحظہ کیجیے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بدر کے دن ہم لوگ سواریوں کی قلت کی وجہ سے ایک اونٹ پر تین تین سوار ہوتے تھے۔ ابولبابہ رضی اللہ عنہ اور جناب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ جناب رسول کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ اونٹ پر باری باری سواری ہوتی تھی۔ جب اللہ کے رسول ﷺ کی پیدل چلنے کی باری آئی تو ابولبابہ اور جناب علی رضی اللہ عنہما نے عرض کیا: ''آپؐ تشریف رکھیں، ہم آپؐ کی طرف سے باری باری پیدل چلتے رہیں گے۔''

اس پر رسول کریم ﷺ نے جواب دیا:

((ما انتما باقوی منی ولا انا باغنی عن الاجر منکما)) (مسند احمد)

''تم دونوں مجھ سے زیادہ طاقتور نہیں اور نہ میں تم دونوں سے زیادہ اجر سے مستغنی ہوں۔''

اس مختصر سے جملے میں رسول اللہ ﷺ نے دو بہت بڑی حقیقتیں کھول کر رکھ دی ہیں:

(الف) انسان کے لیے رعایت کا سوال اس وقت پیدا ہوتا ہے، جب وہ کسی جسمانی کمزوری میں مبتلا ہو۔ محض شرف اور منزلت کی بنیاد پر رعایتیں حاصل کرنا قیادت کا شیوہ نہیں۔ کم از کم اس واقعے اور اس قول مبارک سے اسوہ نبی رحمت ﷺ یہی معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ میں تم سے کمزور نہیں ہوں، نہ تم مجھ سے زیادہ مضبوط، توانا اور طاقتور ہو، اس لیے میں خصوصی سلوک کا مستحق نہیں۔

(ب) قیادت کا منصب ایک ذمے داری ہے۔ خواہ قیادت مذہبی ہی کیوں نہ ہو، کسی صورت میں بھی اس منصب پر آنے سے انسان اجر وثواب سے مستغنی اور بے نیاز نہیں ہو سکتا، اور اجر وثواب کا تعلق مشقت، محنت اور ریاضت سے واضح ہے، سو میں یہ رعایت حاصل کر کے اپنے اجر میں کمی کیوں کروں؟

یہ ایسی ذات کا اسوۂ حسنہ ہے، جو محض اس موقع پر قیادت کے منصب پر فائز نہیں تھی، بلکہ آپؐ کی ذات مبارکہ میں کئی مناصب جمع تھے، آپ مدینہ منورہ کی ریاست کے فرماں روا تھے، جس کی حیثیت کو صرف وہاں کے جان نثاران نبوت نے نہیں وہاں کے ان یہود وغیرہ نے بھی تسلیم کیا تھا، جو دامان نبوت سے رشتہ ایمانی میں منسلک نہیں تھے۔ آپؐ سپہ سالار تھے، ہزاروں صحابہؓ کے متفقہ قائد تھے۔ ان کے لیے واحد وتنہا مرکز رشد وہدایت تھے، ایسے میں یہ رعایتیں خصوصاً آج کے ماحول میں تو رعایت سے زیادہ استحقاق معلوم ہوتی ہیں، مگر نبی رحمت ﷺ اپنی مشقتوں میں اضافہ کر کے نہ صرف اجر عظیم کے مستحق ہوئے بلکہ اپنے ماننے والوں کو بھی ایک اہم سبق عطا فرما دیا۔

اس سبق کی روشنی میں ہم اپنی عام قیادت کو دیکھیں یا مذہبی قیادت کو، ہر جانب ایک عجیب رویہ سامنے آتا ہے۔ ہر ایک ''پروٹوکول'' کے خود ساختہ وسوسے اور مخمصے میں مبتلا ومحصور دکھائی دیتا ہے۔ اگرچہ جب ہم منصب ومسند کی وجاہت رکھنے والوں کو ''ہٹو بچو'' کی صداؤں میں عوام الناس کے درمیان سے گزرتا دیکھتے ہیں، تو ہم میں ایک ردِعمل پیدا ہوتا ہے اور طبقاتی تقسیم کی برائیاں کھل کر ہمارے سامنے آتی ہیں، مگر عین اس لمحے ہمارے دل کے کسی حصے میں اس نوعیت کے اعزاز کے حصول کی خواہش بھی مزید شدت سے سر ابھارنے لگتی ہے، یہ تضاد ہے۔ اس نوعیت کے تضادات انسانی شخصیت کو دو حصوں میں تقسیم کر دیتے ہیں، اور تقسیم شدہ انسان کسی میدان میں بھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ نہ مادی اعتبار سے نہ روحانی اعتبار سے۔

زیادہ تشویش کی بات یہ ہے کہ مذہبی عرفیت رکھنے والوں کے ہاں بھی ظاہری طمطراق، اٹھنے بیٹھنے میں تصنع و تکلف اور بعض صورتوں میں دوسروں کے لیے مضر اور نقصان کا باعث بننے والا اعزاز واکرام تیزی سے بڑھتا اور پروان چڑھتا نظر آ رہا ہے۔ ایسا کیوں ہے؟ شاید وہ، جنہیں معاشرے پر اثر انداز ہونے کا منصب عطا کیا گیا تھا، خود اثر قبول کر رہے ہیں، یہ بات اور کتنی وجوہ سے غلط کیوں نہ ہو، خود قیادت کے منصب کے بھی منافی ہے۔ قیادت اثر انداز ہونے کا نام ہے، بیرونی اثرات قبول کرنے کا نہیں۔ اور چھوٹی چھوٹی باتوں میں اثر قبول کرنے والوں سے بڑے میدان میں کس طرح کامیابی کی توقع رکھی جا سکتی ہے؟

اعزاز، خصوصاً دنیاوی اعزازات دو قسموں کے ہوتے ہیں، وہ جو از خود، ذاتی تگ ودو، محنت و ریاضت اور کوشش وکاوش کے بغیر میسر آ جائیں، اور دوسرے وہ جن کے لیے انسان اپنی جان کھپا دیتا ہے۔ پہلی نوعیت کے اعزازات قدرت کا عطیہ ہیں، ان کو قبول کرنے میں قباحت معلوم نہیں ہوتی۔ البتہ انہیں بھی انعام ربانی سمجھ کر ہی قبول کرنا چاہیے، اور اس میں بھی یہ احتیاط ضروری ہے کہ اسے اپنا استحقاق نہ سمجھا جائے، نہ جتایا جائے۔ اس کی کسوٹی یہ ہے کہ ایسا کچھ میسر نہ ہو، یا میسر آنے کے بعد واپس لے لیا جائے تو نہ دل پر بار ہو، نہ زبان شکوے شکایت سے آلودہ ہو۔

خصوصیت کے ساتھ وہ، جو یہ دعویٰ رکھتے ہیں کہ ان کی تگ ودو کا محور اور مقصد آخرت اور رضائے الٰہی کا حصول ہے انہیں اشارے کنائے میں بھی ایسی حرکتوں سے اپنا دامن بچانا چاہیے، جہاں عامۃ الناس سے انفرادیت اور امتیاز کا کسی کو شبہ گزرنے کا بھی امکان ہو، چہ جائے کہ اسے اپنی طرز حیات کا عنوان جلی قرار دے کر اس طرح سے اس کو لازم کر لیا جائے کہ یہ جاہ وجلال اور تزک واحتشام ان کی شخصیات کا ناگزیر حصہ نظر آنے لگے۔ یہ خطرناک مرحلے ہیں، یہاں برسوں کی محنت لمحوں میں لٹ جاتی ہے، اور سونے کے ڈھیر دیکھتے ہی دیکھتے خاک میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ اعاذنا اللہ منہ۔

احساس ذمہ داری اور غیر فعالیت

سید عبدالوہاب شیرازی

انسانی زندگی میں جگہ جگہ اجتماعیت کی ضرورت پڑتی ہے۔ان ضرورتوں میں سب سے بڑی "دینی ضرورت" ہے۔انسان زندگی کے جھمیلوں میں پڑکر مقصد زندگی سے ہی غافل ہوجاتا ہے یا اس مقصد زندگی کے برعکس کچھ کام کرنے لگتا ہے۔تب ضرورت پڑتی ہے ایسے ساتھیوں کی جو اسے اپنا مقصد اصلی اور کار اصلی یاد دلائیں۔اسی لیے سورۃ العصر میں اللہ تعالیٰ نے نجات یافتہ لوگوں کی یہ نشانی بیان کی ہے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کو حق اور حق کی خاطر صبر کی تلقین کرتے رہتے ہیں۔یہ کام ویسے تو پوری امت کا ہے لیکن اس کام کے لیے اللہ تعالیٰ نے ایک خاص گروہ کا یوں ذکر فرمایا:

﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○﴾ (آل عمران:104)

"اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور بُرے کاموں سے منع کرے۔یہی لوگ ہیں جو کامیابی پانے والے ہیں"۔

جماعت میں اللہ نے برکت و مدد رکھی ہے۔اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

((ید اللہ علی الجماعۃ)) (ترمذی)

"اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے"۔

اس لیے اجتماعیت سے الگ ہوکر زندگی گزارنا پسندیدہ نہیں ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جماعت کے ساتھ رہو اور الگ تھلگ رہنے سے بچو کیونکہ جو بکری ریوڑ سے الگ ہوکر چلے تو اسے بھیڑیا اچک لیتا ہے اور دیکھو انسان کا بھیڑیا شیطان ہے" (ترمذی)

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

((اذا کان ثلاثۃ فی سفر فلیؤمر احدھم)) (ابوداؤد)

"جب تین آدمی سفر میں ہوں تو ان میں ایک کو امیر بنا لینا چاہیے"

اس حدیث سے نظم جماعت پر رہنمائی ملتی ہے اور جماعت امیر و مامورین کا مجموعہ ہے جیسا کہ حضرت عمر ؓ کا فرمان ہے کہ "کوئی جماعت نہیں ہے بغیر امارت کے" (سنن دارمی) کوئی بھی جماعت کسی مقصد کے لیے کام کرنے کو وجود میں آتی ہے۔اس جماعت کی کارکردگی کا انحصار احساس ذمہ داری پر ہے یعنی جماعت کے دونوں اجزاء، امیر و مامور کو اپنی اپنی ذمہ داری کا احساس کس قدر ہے۔

ذمہ داری یا احساس ذمہ داری ایک خاص ذہنی کیفیت کا نام ہے۔یہ کیفیت جس وقت کسی انسان پر سوار ہوتی ہے تو وہ شخص اس کام کے بارے میں سخت بے چینی محسوس کرتا ہے، ہر وقت اسی کام کے بارے سوچتا رہتا ہے، اپنی توجہ کسی دوسری طرف کرنا محال ہوجاتا ہے، یہ کیفیت اس وقت تک رہتی ہے جب تک وہ کام مکمل نہ ہوجائے، جب کام ہوجاتا ہے تو تب انسان سکون کا سانس لیتا ہے۔چنانچہ جب یہ کیفیت طاری ہوتی ہے، اس وقت انسانی ذہن چند باتیں مسلسل سوچ رہا ہوتا ہے۔یہ کام کیسے ہو؟ یہ کام جلد از جلد ہو، یہ کام ضرور ہو، یہ کام سب کریں وغیرہ۔احساس ذمہ داری کی بنیاد تصور عہد و امانت اور تصور مسؤلیت پر ہے:

تصور امانت وعہد:

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کی صفت یوں بیان کی ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ (۸)﴾ (مومنون)

"وہ جو اپنی امانتوں اور وعدوں کی پاسداری کرتے ہیں"

وعدوں کی ایک قسم تو معروف ہے کہ ہم کوئی کام کرنے یا کوئی چیز حوالے کرنے کا وعدہ کرتے ہیں اور ایک قسم وعدوں کی وہ ہے جو ہم الفاظ کے ذریعے نہیں باندھتے بلکہ یہ عہد کسی تعلق، کسی رشتے یا کسی منصب سے جڑے ہوتے ہیں اور جو کوئی بھی وہ تعلق، رشتہ یا منصب اختیار کرے گا اس پر لازم ہوگا کہ اس تعلق و رشتے کی ذمہ داریاں یہ سمجھتے ہوئے ادا کرے کہ گویا اس نے ان تمام ذمہ داریوں کا عہد کر لیا تھا۔

ہم نے کلمہ پڑھ کر اللہ اور اس کے رسولؐ سے عہد کیا ہے، اس کلمے کی ادائیگی کے بعد ہمارے کاندھوں پر بہت بھاری ذمہ داری آن پڑی ہے اور وہ ذمہ داری وہی ہے جو پہلے انبیائے کرام ؑ کی ہوا کرتی تھی لیکن اب اللہ نے اس امت (امت محمدیہ ﷺ) کو اس ذمہ داری کے لیے چن لیا ہے، چنانچہ کلمہ پڑھنے کا مطلب صرف یہ نہیں کہ بس ہم مسلمان ہو گئے اور اس کے بعد ہم پر کوئی ذمہ داری نہیں بلکہ کلمہ پڑھ کر ہم نے عہد کر لیا کہ ہم نبیوں والا کام کریں گے۔

اور اگر ہم یہ کام نہ کریں گے تو گویا امتی کے وعدے پر پورا نہیں اتر رہے۔وعدوں کی ایک قسم ان لوگوں کے لیے خاص ہے جنہوں نے دینی جماعت سے اپنا تعلق بنایا اور اس کی رکنیت اختیار کی ہے۔یہ تعلق چاہے شخصی بیعت کی صورت میں ہو یا دستوری بیعت کی صورت میں، دونوں حالتوں میں ان لوگوں کو چاہیے کہ اپنی جماعت کے دستور اور نظم کی پیروی کریں۔ذمہ داران اور امراء کی طرف سے سونپی جانے والی ذمہ داریوں کو ادا کریں۔اپنے اکابرین کا ادب و احترام کریں اور سمع و طاعت کا مظاہرہ کریں۔یاد رہنا چاہیے کہ عہد و امانت کی پاسداری کا براہ راست تعلق انسان کے ایمان کے ساتھ ہے۔چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((لا ایمان لمن لا امانۃ لہ، ولا دین لمن لا عہد لہ)) (مشکوٰۃ بحوالہ شعب الایمان)

"اس شخص میں ایمان نہیں جس میں امانت داری نہ ہو اور اس شخص میں دین کا پاس ولحاظ نہیں جس کے اندر عہد کی پاسداری نہ ہو"۔

احساس مسؤلیت:

نظم جماعت میں بعض رفقاء کو ذمہ دار یا بہ لفظ دیگر نقیب و امیر بنایا جاتا ہے۔اس منصب کی جوابدہی کرنا پڑے گی۔آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

((الا کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ)) (متفق علیہ)

(باقی صفحہ 14 پر)

Man with a Vision...

Dr. Israr Ahmad was born in Haryana (India) on 26th April 1932. He completed his high school from Haryana and matriculated with distinction from Punjab University. He witnessed the creation of Pakistan and was associated with the movement in his school and college life. During his medical education from King Edward Medical College Lahore (1950-54), he became a student leader and was elected head of the Islami Jamiat al-Tulaba, a student organisation. Later he joined the Jamaat-e-Islami but resigned in 1957 because of policy differences. In 1965, he did his MA in Islamic Studies from the Karachi University and topped the list of successful candidates.

He remained closely associated with Moulana Maududi (d. 1979) and Amin Ahsan Islahi (d. 1997) – two great scholars of the last century. He also drew inspiration from the works of Shah Wali Ullah (d. 1762), Mahmud al-Hasan Deobandi (d. 1920), Hamid al-Din Farahi (d. 1930) and Abu al-Kalam Azad (d. 1958).

From early high school days, he was exposed to revolutionary literature of the Jammat-e-Islami (JI) and Moulana Maududi. The blend of Iqbal's intense poetry and the brilliant essays of Mawdudi acted as a catalyst for the structural framework of Islam's politico-socio-economic system in his mind and he espoused the same, till he breathed his last.

Dr. Israr left Jamaat-e-Islami in 1957, rather, was deliberately shown the door, though parting was a better way forward. In 1957, when a meeting of a JI "shoora" was held in Machigote, Pakistan, it was decided that one with differing views cannot be a part of gathering committee (Arkaan-e-jamaat ijtema), cannot share his differences with any "rafeeq" and neither is entitled to write a word of difference. This kind of decree was unbearable to any sane person and he had left his flourishing medical profession and devoted it to the pious cause of Islam.

In 1972 he helped establish the Markazi Anjuman Khuddam-ul-Qurân in Lahore, and Tanzeem-e-Islami was founded in 1975, and Tahreek-e-Khilafat Pakistan was launched in 1991. He expressed his contentment upon knowing that Iqbal also wished for an organisation which would purely produce students whose roots are deep in Quran, fully equipped with western philosophy and contemporary subjects.

Dr. Israr Ahmad first appeared on Pakistan Television in 1978 in a program called Al-Kitab; this was followed by other programs, known as Alif Lam Meem, Rasool-e-Kamil, Umm-ul-Kitab and the most popular of all religious programs in the history of Pakistan Television, the Al-Huda, which made him a household name throughout Pakistan. His television lectures generally focused on the revitalisation of the Islamic faith through studies of the Quran. Dr. Israr Ahmad also criticised modern democracy and the electoral system and argued that the head of an Islamic state can reject the majority decisions of an elected assembly.

Dr. Israr Ahmad was awarded the Sitara-i-Imtiaz in 1981. He has to his credit over 60 Urdu books on topics related to Islam and Pakistan, 29 of which have been translated into English and other languages.

"Islam is not a mere 'religion' of values, beliefs and dogmas but an all-encompassing worldview, its 'Al-Deen', meant to supersede all other isms and schisms," was a profound statement, propagated and disseminated by Dr. Israr Ahmad. He stressed that the need is more evident and urgent than before for Muslims to revert back to Quran. As provocative as he may have been in his lectures, Dr. Israr brought essence and importance of Islam's politico-socio-

have been in his lectures, Dr. Israr brought essence and importance of Islam's politico-socio-economic system back into vogue in the public sphere, after Maududi's essays. He confronted the Muslim apologists head on and impressed the most powerful rulers of Muslim world to break the shackles of western enslavement and present true picture of Islam in front of the world. He had a good command on Urdu and English languages and words would flow magically from his mouth and he believed in this magic not because he was aware of his skill but because he understood that Islam had won hearts over centuries through the powerful and peaceful strength of its spoken words and not through the hoofs of its horses. He vehemently said that Quran is the "ultimate constitution of world, the final testament, the perfect manifesto", revealed to mankind to create just world order. He used to say Quran contains divine music, so "recite it beautifully, memorise it, understand it at a philosophical level and debate with Non-Muslims through this Quran and go out all guns blazing".

But unfortunately, Muslims are still in the deep slumber, chasing the western mirage, which is nothing but a charade. Dr. Israr Ahmad was possessed by the philosophy and divine music of Quran and approached it very objectively. Any person who has listened to his lectures or read his exegesis and books would simultaneously have learned two lessons, one on Quran and second on Iqbal. It was out of sheer brilliance that he used Iqbal to such a good effect in his lectures and created a frequency, wherein he related almost all his couplets with every theme of the Quran.

From PTV to Peace TV, Dr. Israr came to be known as a living mouthpiece of Quran, who would preach and practice Quran by keeping up with Islamic tradition and would call a spade a spade.

One can have difference of opinion on many issues with Dr. Israr based on the knowledge and wisdom but it can't be denied that he was another flicker on the horizon who untiringly offered his invaluable services for an Islamic renaissance. I am one among those fortunate students who was brought on the path of Islam by Dr. Israr and continue to work towards his vision. Alongside this sublime endeavor, he continues to be my spiritual mentor.

<u>Adapted from</u>: An article written by Shahid Lone for daily, the Nation

تازہ شمارہ
جنوری تا مارچ 2017ء

دعوت رجوع الی القرآن کا نقیب
علوم و حِکَمِ قرآنی کا ترجمان

سہ ماہی
حکمت قرآن
لاہور

بیاد: ڈاکٹر محمد رفیع الدین ــــ ڈاکٹر اسرار احمد رحمہما اللہ

اس شمارے میں

لبرل ازم، مذہب اور فکرِ اقبال ــــ ڈاکٹر ابصار احمد
مِلاکُ التأویل (۸) ــــ ابو جعفر احمد بن ابراہیم الغرناطی
ترجمۂ قرآن مجید، مع صرفی و نحوی تشریح ــــ افاداتِ حافظ احمد یار
اسلامی ریاست کسے کہتے ہیں.....؟ ــــ ایک مکتوب اور اس کا جواب
حُجیتِ حدیث اور انکارِ حدیث: ایک تجزیاتی مطالعہ (۲) ــــ ڈاکٹر حافظ محمد زبیر
کامیاب استاذ کی صفات ــــ مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندر

محترم ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ کا دورۂ ترجمہ قرآن بزبانِ انگریزی
Message of The Quran
تسلسل کے ساتھ شائع ہو رہا ہے

☆ صفحات: 96 ☆ قیمت فی شمارہ: 60 روپے ☆ سالانہ زرِ تعاون: 240 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور
36-K، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 3-042-35869501

دعائے مغفرت

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّـآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ

☆ امیر حلقہ جنوبی پنجاب محترم محمد طاہر خان خاکوانی کی والدہ وفات پا گئیں
☆ حلقہ لاہور غربی کے رفیق حافظ محمد ندیم الحسن کی والدہ وفات پا گئیں
☆ قرآن اکیڈمی، لاہور، شعبہ مطبوعات کے کارکن سلیم باری کی بھابھی وفات پا گئیں
☆ مقامی تنظیم بہاولنگر کے رفیق پروفیسر محمود اسلم کے برادرِ نسبتی وفات پا گئے
☆ مقامی تنظیم فورٹ عباس کے رفیق قمر الدین بھٹی کے سسر وفات پا گئے
☆ گوجرانوالہ، پھالیہ کے ملتزم رفیق محترم مظہر حسین کے بھائی وفات پا گئے
☆ حلقہ حیدر آباد کے معتمد سید ذوالفقار علی شاہ کی اہلیہ وفات پا گئیں

اللہ تعالیٰ مرحومین و مرحومات کی مغفرت فرمائے، اور پس ماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

VOL : 26 **Regd. C.P.L NO. 114** No.7

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore

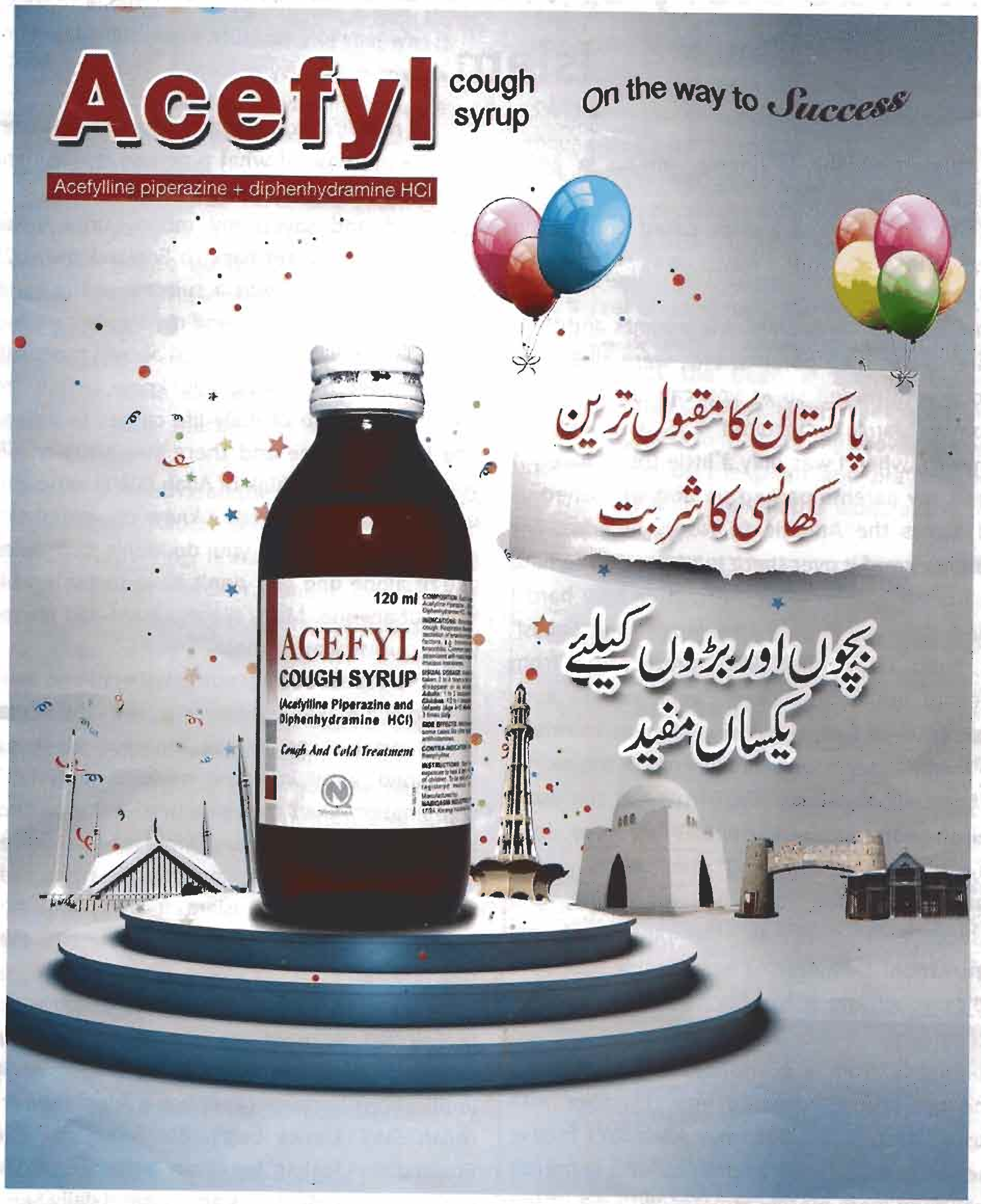

PHARMA

NABIQASIM INDUSTRIES (PVT) LTD
5th Floor, Commerce Centre, Hasrat Mohani Road, Karachi-Pakistan
Email: info@nabiqasim.com website: www.nabiqasim.com UAN 111-742-762

your Health
our Devotion